جمالِ ولیٔ عصر ارواحنا فداہ

اور

خود ساختہ محرومیّت

تالیف

ڈاکٹر علی ہراتیان

ترجمہ

سید لیاقت علی کاظمی
حوزۂ علمیہ قم المقدسہ

ناشر: منابع اسلامی، اسلامک سورسیس

نام کتاب	جَمالِ ولیٔ عصر ارواحنافداہ اور خود ساختہ محرومیّت
تالیف	ڈاکٹر علی ہراتیان
ترجمہ	سید لیاقت علی کاظمی
کمپوزنگ	ابوامتثال کاظمی
طباعت	بارِ دوّم
تعداد اشاعت	۵۰۰
سال اشاعت	۸ / مارچ ۲۰۲۳ء مطابق ۱۵ / شعبان المعظم ۱۴۴۴ ہجری
تزئین	ابوامتثال کاظمی
ناشر	منابع اسلامی ؛ اسلامک سورسیس

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله ما شاء الله

لا قوة إلا بالله

پیشکش

اپنے تمام خلیق و و شفیق اساتیذ بالاخص مدیر جامعۃ الامام امیر المؤمنین نجفی ہاؤس حجۃ الاسلام والمسلمین استاد احمد علی عابدی کے نام جنھوں نے شمع انتظار کی لَو سرزمین ہندوستان پر روشن رکھنے کی کوششوں میں طرح طرح کی الزام تراشیوں کا خوش روئی کے ساتھ سامنا کیا۔

برادر محترم محمد عباسی اور دیگر عاشقان امام زمانہ روحی فداہ کے نام جو غیبت کے اس دَورِ پُر فتن میں خاموشی کے ساتھ دلبند زہرا سلام اللہ علیہا کی خوشی کا سامان فراہم کرنے کی کوششوں میں بغیر کسی نام و نمود کے مگن ہیں۔

فہرست

حُروفِ شوق

میرے مولا! میری آرزو ہے کہ لوگ مجھے غلامِ مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام سے یاد کریں، میری خواہش تھی کہ میری پیدائش کے وقت میرے کانوں میں آپ کے عشق کی اذان کہی جاتی، اے کاش کہ مجھے آپ کے نام پر نذر کر دیا جاتا، آپ کی غلامی کا دُر میرے کانوں میں پہنایا جاتا، کاش میرے ذہن کو آپ کے نام سے آشنا کیا جاتا اور آپ کے نام کی تعویذ میری گردن کی زینت بنتی۔

میرے پیارے آقا! کتنا اچھا ہوتا کہ آپ کے نامِ نامی سے میری زبان نے بولنے کا آغاز کیا ہوتا اے کاش کہ جب میں بولنے کی کوشش کر رہا تھا میرے رشتہ دار مجھ سے یا مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کہلواتے۔

اے کاش! میرے بچپنے کا جھولا آپ کی معرفت کا جھولا ہوتا، کاش کہ میری ابتدائی کلاس میں میرے اسکول کے استاد آپ سے عشق کے الف وباء کی ہجّے کراتے اور آپ کے خوبصورت نام سے میرے لکھنے کی مشق کراتے۔

راہنمائی کے ان ایام میں کسی نے میری رہنمائی آپ کے خیمے کی طرف نہ کی، جب میں بڑا ہوگیا تب بھی میرے کالج میں کسی نے مجھے آپ سے نہ ملایا کہ آپ ہی عالمِ امکان کے مدیر ہیں۔

میری جغرافیہ کی کتاب میں نہ ہی "ذی طویٰ[1] اور رَضویٰ" کے بارے میں بتایا گیا اور نہ ہی تاریخ کی کلاس میں آپ کی تاریخِ غیبت و غربت اور آپ کی تنہائی سے روشناس کرایا گیا۔ دینیات کی کلاس میں بھی مجھے نہیں بتایا گیا کہ "باب اللہ اور دیّان دین" حقیقت میں آپ ہی ہیں۔ ہائے افسوس کہ ادبیات کی کلاس میں آپ کے مقدس وجود کے سامنے ادب شِعاری کے آداب نہ سکھائے گئے۔

افسوس کہ! ڈرائینگ کی کلاس میں مجھے آپ کے مہربان چہرے کے خَدوخَال سے رُوبرو نہ کرایا گیا۔

---

(۱)۔ ذی طویٰ مکّہ سے نزدیک ایک پہاڑ کا نام ہے اور رضویٰ مدینے کے مغربی کنارے پر ایک پہاڑ ہے، ہم دعائے ندبہ میں پڑھتے ہیں: کاش میں جانتا۔۔۔کہ آپ کی اقامت گاہ کس مقام پر ہے "رضویٰ" میں ہے یا پھر کہیں اور؟ یا پھر ذی طویٰ میں ہے؟ زیارت آل یاسین میں آیا ہے: "اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا بابَ اللّٰہِ وَدَیّانَ دینِہِ"۔

کیوں نہ مجھے دیئے جانے والے انشاء پردازی کا عنوان "علم بہتر ہے یا ثروت" کے بجائے آپؐ اور آپؐ کا ظہور اور آپؐ کے راضی کرنے کا طریقہ دیا گیا کہ بغیر آپؐ کے نہ ہی علم اچھا ہے نہ ہی ثروت بہتر۔

اے کاش! کہ زبان دانی کے درس میں مجھے آپ سے گفتگو کی جانے والی زبان کے بارے میں بھی پڑھایا جاتا جو کہ فطرتِ بشر کی مؤنس اور نزدیک وہمدم ہے۔

جس وقت! میں خارجی زبانوں کے سیکھنے میں محنت کر رہا تھا کاش مجھ سے کوئی کہتا کہ وہ ہر زبان و بیان اور تمام لہجے کو جانتے ہیں یہاں تک کہ پرندوں کی زبان سے بھی واقف ہیں۔

سائنس کی کلاس! میں جب مجھ کو الکٹرون کی گردش کے بارے میں بتایا جارہا تھا تو یہ واضح اشارہ تھا کہ میں سمجھ جاتا کہ تمام کائنات ماسوا اللہ آپ ہی کے وجود مبارک کے گِرداگرد گھوم رہی ہے۔

اے کاش! ریاضی و فیزکس اور کیمیا کے انواع و اقسام کے پیچیدہ فارمولوں کے ساتھ ہی ساتھ آپ سے جُڑنے کا نسخہ بھی بتایا جاتا۔

میرے ذہن سے! بچپن میں پڑھی ہوئی حکیم کی وہ حکایت نہیں جاتی جس میں حکیم کا گزر ایک قبرستان سے ہوتا ہے اور وہ تعجب سے قبروں پر موجود تعویذوں کو دیکھتا ہے جس میں مرنے والوں کی عمر ۳، ۴، یا ۸ سال ہوتی ہے تو وہ حیرت سے پوچھتا

ہے کہ کیا یہ لوگ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے تو بتایا گیا کہ یہاں پر ہر ایک کی عمر کو اس کی علمی کدّو کاوش سے جدا کر کے شمار کیا جاتا ہے یعنی جتنی عمر حصولِ علم میں گزرتی ہے بس اسی کو عمر تصور کیا جاتا ہے۔

کاش کہ! ایک روز میرے استاد معرفت امامؑ سے گریز کرنے پر بھی حدیث بتاتے کہ شیعی نکتہ فکر کے مطابق حیاتِ حقیقی امام عصر (عج) کی طرف متوجہ رہنا اور ان کی معرفت و محبت و مودّت اختیار کرنا اور خاص طور پر ان کے دشمنوں سے دوری و بیزاری اختیار کرنے سے تعبیر ہے۔

فیزکس کی کلاس میں! نور کی تابانیاں تو بتائی گئیں مگر میں نہ سمجھ سکا کہ نورِ خدا تو آپ ہی ہیں اور ﴿يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾[1] کا مقصود آپؑ ہی کی ذات گرامی ہے۔ نور کی تیز رفتاری کا تذکرہ تو مجھ سے کیا گیا مگر اشارہ تک نہیں کیا گیا کہ امامؑ کی نگاہِ شعاع رفتاری کہاں تک ہے، مجھے نہیں بتایا گیا کہ امامؑ ایک لمحے میں عوالم و کہکشاں کو دیکھ کر سب کے حالات سے باخبر ہونے پر قادر ہیں۔

(۱)۔ خدا جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔ یہ سورہ نور کی آیت نمبر ۳۵ کا ٹکڑا ہے جس کے بارے میں حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام سے حدیث مروی ہے کہ اس سے مراد امام عصر (عج) ہیں۔ (تفسیر برہان، ج۴، ص ۷۲، ح ۷۶۴۳)۔

جب میں نے ! درس کا آغاز کیا تو کسی نے نہیں کہا کہ اپنا نام امامِ زمان عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی دانشگاہِ معرفت و محبت میں بھی لکھواؤں !! کسی نے مجھے پر واضح نہیں کیا کہ معرفتِ امام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے بھی منازل و مراتب ہیں۔

مجھے خبر نہ تھی کہ ! ٹیچر، انجینئر یا پروفیسر جیسے عہدے خود انسان کے بنائے ہوئے ہیں جو کہ صرف کسبِ ثروت و قدرت اور شہرت و منزلت کے کام آتے ہیں، مجھے خبر ہی نہ تھی کہ اس سے بڑے عہدے بھی ہیں۔

رفتہ رفتہ ! کالج کی نیم اندھیری فضا سے نکل کر یونیورسٹی کی فضا میں قدم رکھا تو وہاں کی فضا اور زیادہ مکدّر تھی جہاں پر بازارِ غرور و نخوت کا ہر ایک خریدار تھا اور اسباب غفلت ہمہ وقت فراہم و آمادہ تھے۔ فضا، علم زدگی کے مغربی رنگ و روپ میں لپٹی روشن خیالی اور فکر مآبی کے آسیب میں گرفتار نظر آئی جہاں علم اس چیز کا نام تھا کہ یہ بات فلاں یوروپی کتاب یا مجلے میں جو کہ امریکہ سے ترجمہ شدہ ہے پائی جاتی ہے۔ جب کہ علوم اہل بیت علیہم السّلام کے بارے میں جو کہ حقیقی و آسمانی علم ہے بہت کم باتیں ہوتی تھیں۔

اے میرے آقا: یونیورسٹی میں بھی کسی نے مجھے آپ کے بارے میں نہیں بتایا آپ کے نام کا پرچم کوئی نہیں لہراتا تھا کوئی آپ کی طرف بلانے والا نہ تھا کوئی بھی استاد آپ کے اوصاف بیان نہیں کرتا تھا بس تھوڑا بہت معارفِ اسلامی اور تاریخِ اسلام کے دروس طلّاب کے لیے راہِ معرفت وَا کرتے تھے مگر وہ بھی مذہبی تبلیغات کے نام پر نہیں

بس چھوٹی سی ثقافتی نشست و برخواست اور نماز جماعت یا زیارتی سیاحت اور قرآن و نہج البلاغہ کے مسابقات کی حد تک ہی!! اس سے زیادہ نہیں! جب کہ آپ کی ذات اس مختصر وقت میں بھی حصّہ نہیں رکھتی تھی اور کہیں آپ کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا اور ان ایّام میں بھی آپ گم گشتہ ہی رہے۔

تحصیل علم کے بعد بھی! زندگی کے جھمیلے اور فکرِ معاش کے دھوکے نے مجھے آپ کے بارے میں سوچنے سے دور رکھا۔

ان سب کے باوجود! میں نے اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں آپ کو پا ہی لیا!!

کیا خوب کہ آپ کو اپنے دل کی آنکھوں سے تلاش کیا، اپنے قلب کے ذریعہ پہچان لیا، میں اپنے تمام وجود میں آپ کے وجودِ مبارک کو محسوس کرتا ہوں گویا کہ دوبارہ پیدا ہوا ہوں، آپ کے بغیر زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اور اگر کوئی میری طرح ایک طویل غفلت کے بعد آپ تک پہنچا ہو تو وہ حق رکھتا ہے کہ اپنے اندر دوبارہ پیدا ہونے کا احساس کرے، ان مشکلات کے بعد وہ آپ پر حق رکھتا ہے کہ آپ اس کو آخر الزمان کے فتنوں اور مصیبتوں سے نجات مرحمت فرمائیں اور حق رکھتا ہے کہ اس نعمت کے شکرانے میں ادب سے اپنی پیشانی خاک پر رکھ دے اور اپنے آپ سے کہہ اٹھے۔: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ»۔

اگر ساری کائنات کی بھی خاک چھانو گے تو امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جیسا دوست نہ پاؤ گے کیونکہ:

- ❖ تم لاکھ انھیں یاد نہ رکھو مگر وہ تمہاری یاد سے غافل نہیں رہتے۔
- ❖ تم ان کو چھوڑ دو مگر وہ تمہیں اکیلا نہیں چھوڑتے۔
- ❖ تم لاکھ ان پر جفا کرو مگر وہ عطا سے دریغ نہیں کرتے۔
- ❖ تم ان کے لیے دعا نہ کرو مگر وہ خدا کی بارگاہ میں تمہارے لیے دعا کرتے ہیں۔
- ❖ اگرچہ تم ان سے گریزاں رہو مگر وہ تمہاری طرف متوجہ رہتے ہیں۔
- ❖ تم ان کی رنجش کے اسباب فراہم کرتے رہو مگر وہ تمہاری رنجش کو ٹال جاتے ہیں اور دستِ محبت دراز کیے رکھتے ہیں۔
- ❖ تم گرچہ ان کی سربلندی کا سبب نہ بنو مگر وہ تمہارے لیے باعثِ افتخار و عظمت بنتے ہیں۔
- ❖ تم ان کے حالات سے بے خبر رہے ہو مگر وہ تمہارے حالات سے بے خبر نہیں رہتے۔
- ❖ اگرچہ تم ان کے وجود و حضور کو پہنچاتے نہیں مگر وہ ہمیشہ ہر جگہ پر تمہاری نصرت کے لیے موجود رہتے ہیں۔
- ❖ اگر تم رابطے اور ملاقات سے پرہیز کرتے ہو تو وہ ملاقات کا پیغام دیتے ہیں۔
- ❖ اگرچہ تم ان کا دفاع نہ کرو مگر وہ تمہیں بے پناہ نہیں چھوڑتے۔

❖ گو کہ تم نے ہزارہا مرتبہ ان کا دل توڑا ہوگا مگر پھر بھی وہ ہمہ وقت تمہاری معذرت کو قبول کرنے پر تیار ملیں گے۔

❖ گو تم بار بار ان سے کئے ہوئے عہد کو توڑتے ہو مگر وہ اپنی طرف آنے والے راستے کو تم پر بند نہیں کرتے۔

❖ تم ان سے محبت نہیں رکھتے مگر وہ تمہیں پیار کرتے ہیں۔ تم ان کے اچھے امین نہ ہو مگر وہ تمہارے لیے بہترین امین اور رازدار ہیں۔

❖ تم ان کے مددگار نہ سہی مگر وہ ہمیشہ تمہارے پشت پناہ اور حمایت گزار رہیں گے۔

❖ اگر تم نے کوئی چھوٹی سی خدمت ان کے لیے انجام دی تو وہ اپنا پورا لطف و کرم تم تک پہنچانے سے پرہیز نہیں کریں گے۔

❖ اگر تم نے ان کی حرمت کا پاس نہ بھی رکھا پھر بھی وہ تمہاری حمایت و محافظت فرماتے ہیں۔

❖ اگر تم نے ان کے حق اور حصے کو اپنے مال سے نہیں نکالا تو تمہاری روزی کو قرض کی شکل میں اپنے پاس سے شمار کرتے ہیں۔

❖ اگر تم ناکارہ اور خطا کار بچے ہو تو وہ مہربان و شفیق باپ کی طرح ہیں۔

❖ اگر تم نے ان کے ساتھ حق برادری ادا نہیں کیا تو وہ پھر بھی تم سے بھائی چارگی کا رویہ اپناتے ہیں۔

❖ اگر تم نے ان کو مصیبوں میں تنہا چھوڑ دیا تب بھی وہ تمہیں تمہاری مشکلات اور پریشان حالی میں مددگار نظر آئیں گے۔

❖ کسی بھی حالت میں وہ تمہارے محتاج نہیں ہیں جبکہ تم ان کے سامنے سراپا نیاز اور محتاج ہو۔

ہاں اے دوستو!

امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عنایت کو حاصل کرنے کا راز ان کے وجود مقدس کی طرف متوجہ رہنے میں ہے معصومین علیہم السلام یا خود آپ ہی سے توسل کرکے آپؑ کو اپنے دل کی دنیا میں بلاکر صبح و شام آپ کی زیارت کی جاسکتی ہے۔ خبردار اشتباہ نہ کیجئے گا: امام ہماری پہنچ سے دور نہیں ہیں ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہیں ہماری شہ رگ سے زیادہ ہم سے نزدیک ہیں امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا تعلق تمام بشریت سے ہے کسی مخصوص فرقے گروہ یا صنف سے نہیں ہے کسی مخصوص مذہب سے نہیں ہے انکا فیضِ عام فقیر و غنی، عالم و جاہل، نیکوکار و گناہ گار حتیٰ کے غیر مسلم کو بھی پہنچتا ہے۔

وہ منشی و دربان نہیں رکھتے جس وقت اردہ کرلیجیئے گا آپ کا دل ہر جگہ ان کو پائے گا اور ہر کوئی ان کو تلاش کرلے گا۔ ہر روز بغیر کسی وقت کی پابندی کے بغیر تیاری کے بغیر وسیلے کے امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے ارتباط پیدا کیا جاسکتا ہے اس کے لیے بس کافی ہے کہ ایک مرتبہ "یاصاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف" کہہ لیا جائے۔

گرچہ خود ہم نے اپنے کان کے پاس دیوار کھڑی کرلی ہے اور خود کو ان کی دل نشین آواز سننے سے محروم کرلیا ہے۔ ہمارے آقا و مولا تو ہماری آواز کا جواب دے رہے

ہیں مگر ہم سن نہیں پاتے ہم نے اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال لیا ہے اور ان کے جمالِ دلربا سے اپنے آپ کو محروم کرلیا ہے، وہ ہر دم تم کو دیکھ رہے ہیں۔

ہرگز یہ نہ کہو! کہ میں کہاں اور امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کہاں ؟ کیا بعض اشتباہات کی بنا پر ہم اپنے ماں یا باپ سے ہمیشہ دور رہیں گے ؟ نہیں !! تو پھر وہ تو باپ سے زیادہ مہربان اور ماں سے زیادہ دل سوز ہیں اور اپنے فرزند دل بند کی طرح ہم سے پیار کرتے ہیں۔

اللّٰھمّ عجّل لولیک الفرج

پہلی فصل

صدیاں غربت کی

میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تنہائی اور غربت و مسافرت کا تذکرہ کروں اس غربت و مسافرت کا تذکرہ جو بارہ سو سال سے جاری و ساری ہے وہ غربت کہ جس پر آسمان و زمین اشک فشاں ہیں وہ غربت کہ جسے آپ کے چاہنے والے بھی سمجھ نہیں پاتے وہ غربت کہ جس پر آپ کے آباء و اجداد علیہم السلام نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے گریہ فرمایا۔

میں حیرت میں ہوں کہ اس مثنوی کے کس باب سے گفتگو کا آغاز کروں، اس اشک بیز کتاب کی کون سی جلد اٹھاؤں کس سطر اور کس صفحہ اور کس باب کو پڑھوں مجھے غم و غربت بھری اس تصویر نے ناتواں بنا دیا ہے۔

کہاں سے ابتدا کروں ؟ یہ کہانی خود سے بیان کروں یا دوسروں سے ؟ گذشتہ نسل سے کہوں یا موجودہ نسل سے شکوہ کروں یا دشمنوں سے ؟ عوام سے گلا کروں یا خواص سے ؟ کیا ان سے کہوں جو آپ کو رنجیدہ خاطر کرتے ہیں ؟ کیا ان سے کہوں جو آپ کے دستِ شفقت و رحمت کو دستِ خوں ریز سے تعبیر کرتے ہیں ؟ کیا ان سے شکوہ کروں جو آپ کی برق تپاں شمشیر کا تعارف اس انداز سے کراتے ہیں جس سے آپ کے دوست بھی آپ کے ظہور سے گھبرانے لگتے ہیں ؟ یا ان سے کہوں کہ جو آپ کو لوگوں کی دسترس سے دور بتاتے ہیں ؟ یا ان سے کہوں جو آپ کے جلوے تک پہنچنے کو امر محال سمجھتے ہیں ؟ یا ان سے کہوں جو آپ کے نام پر لوگوں کو اپنی خواہشات کی طرف دعوت دیتے ہیں ؟ یا ان سے جو آپ کے آنے کی امید تو دلاتے ہیں مگر آپ کے زمانۂ ظہور کو دور گمان کرتے

ہیں ؟ کیا ان سے کہوں جو آپ کو اس طرح بتاتے ہیں جیسا وہ خود پسند کرتے ہیں نہ اس طرح کہ جیسی آپ کی ذاتِ بابرکت ہے ؟ کیا ان سے شکوہ کروں کہ جو آپ کی غیبت کو آپ کے نہ ہونے سے تعبیر کرتے ہیں ؟

میرے مولا ! گویا ہر چیز نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے کہ آپ کی ذات کو غربت ہی میں رکھیں گے ، ابلیس کے لشکری دن رات اسی فکر پر کاربند رہتے ہیں ۔ مجھے نہیں معلوم کہ حقیقت میں وہ کون لوگ ہیں جو آپ کو اور آپ کے ظہور کو دل سے چاہتے ہیں ؟ اس کے بارے میں تو خدا جانتا ہے یا آپ ! ہاں اتنا میں جانتا ہوں کہ آپ کی غیبت شروع ہونے سے آج بارہ سو سال گزرنے تک اس میدان میں ابلیس کے ہَرکارے کامیاب ہوتے چلے آرہے ہیں جس میں انس و جن کے لشکری اس کے معاون ہیں جو کہ غیبت و ظہور سے پردہ ہٹنے نہیں دیتے اور اس غیبت کی اندھیری رات کو مزید اندھیری کرتے جارہے ہیں ۔

میں اپنے آپ سے آغاز کرتا ہوں کہ جو کوئی اپنے آپ سے شروع کرتا ہے اس کے لیے امر فَرَج کی اصلاح ہو جاتی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تک واپس آؤں ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ میری اس غفلت بھری واپسی پر آپ کی چشمِ کرم ضرور ہوگی ۔ میں جانتا ہوں کہ آپ میری توبہ قبول فرمائیں گے اور کھلے دل سے مجھے قبول کرلیں گے میں جانتا ہوں کہ ان غفلت بھرے لمحوں دنوں اور سالوں میں بھی آپ میرے لیے دعا

کرتے تھے میں آپ سے گریزاں تھا مگر آپ مجھ پر ایک والدِ مہربان و شفیق کی طرح نظر رکھتے تھے۔ العفو... العفو!

اس شکایت کو کہاں لے جاؤں کہ آپ سے بے خبر افراد ہی نہیں بلکہ مؤمنین کرام اور مقدّس افراد بھی آپ کی غربت کی داستان سن پانے کی تاب نہیں رکھتے۔ کتنی عجیب غربت ہے؟ ہاں ممکن ہے کوئی کہے امام عصر عجل اللہ فرجہ کے بارے میں غربت کا مفہوم استعمال کرنا اشکال سے خالی نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کوئی یہ بھی کہے کہ کیا امام زمانہ s بھی غریب ہیں؟ اور شاید دوسرے افراد اس طرح کی تعبیر کو اعتقادی کمزوری کا نام دے ڈالیں یا پھر لکھنے والے کے ذوقِ احساس و محسوسات کا شاہکار قرار دے ڈالیں اور کچھ لوگ اس کو عرف عام سے ہٹ کر کوئی چھوٹا سا اور ہلکا سا موضوع سمجھ لیں کیونکہ ہم اکثر و بیشتر تمام آئمہ علیہم السلام کی غربت کے بارے میں زیادہ سنتے اور سناتے ہیں مگر امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی غربت کے بارے میں کم گفتگو کرتے ہیں۔

ہم مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کو کائنات کا مظلومِ اوّل جانتے ہیں۔ ہر سال ایام فاطمیہ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر گزرے مصائب اور ظلم و ستم کو یاد کر کے اشک فشانی اور سینہ زنی کرتے ہیں۔ اور ہمیں ایسا کرنا بھی چاہیئے۔ ہر مصیبت میں ہم سید الشہدا علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت مکرم علیہم السلام پر گریہ کناں رہتے ہیں۔ قبرستان بقیع کا نام سنتے ہی ہم سب کا دل غم واندوہ سے لبریز ہو جاتا ہے بغداد کے قید خانے میں امام موسی بن جعفر علیہ السلام کی غربت کو یاد کرتے ہوئے ہم اشک فشاں ہو جاتے ہیں۔ امام

رضاعلیہ السلام کو غریب الغرباء کے نام سے پکارتے ہیں، دسویں اور گیارہویں امامؑ کو عسکری کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیونکہ یہ دونوں پیشوا تمام عمر عباسی خلفاء کی قید میں رہے اس سے بڑی مظلومیت قابل تصور ہوسکتی ہے؟

مگر ان سب کے باوجود ہم نے غربت امام زمانہ s کے بارے میں بہت کم سو چاہے یا اصلاً ان کے بارے میں فکر ہی نہیں کیا امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غربت سے ناآگاہی و ناواقفیت اور آپ کی غربت کے سلسلے میں غفلت برتنا ہی امام زمانہ کی "غریبی" ہے۔

رہبر ان معصوم علیہم السلام کی اَدعیہ وزیارات و روایات میں بارہویں امامؑ کی مظلومیت و غربت کے بارے میں ایسی عجیب تعبیرات وارد ہوئی ہیں جس سے آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں اور درد کی ایسی ٹیس اٹھتی ہے جو ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ اس دَور میں غریب الغرباء حقیقت میں وجود مقدسِ قطب عالم امکان حضرت ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کی ذات ہے۔

اب ہم اس مقام پر کچھ ایسی آیات وروایات پیش کرتے ہیں جو ہمارے موضوع سے مرتبط ہیں۔

امام ارواحنافداہ کی تنہائی کا زمانہ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے فرزندِ غائب کی مظلومیت اور انتہائی درجہ کی غربت کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "وہ انسانیت کا نجات دہندہ بے کس و بے نوا اور تنہا ہو گا۔

ایک روایت میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ملتا ہے آپ فرماتے ہیں۔ هُوَ اَلطَّرِيدُ اَلْوَحِيدُ اَلْغَرِيبُ اَلْغَائِبُ عَنْ أَهْلِهِ اَلْمَوْتُورُ بِأَبِيهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .[1] وہ (حضرت مہدی ارواحنافداہ) تنہا بے یار و مددگار، غریب اپنے وطن اور اپنے چاہنے والوں سے دور ابھی بھی اپنے جد کے خون کا انتقام لینے کے لیے تڑپ رہا ہے۔[2]

افسوس کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی یہ غربت و تنہائی زمانِ ظہور تک جاری رہے گی جیسا کہ مولائے متقیان ارشاد فرماتے ہیں: "ہمارا مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف (پیدائش سے زمانۂ ظہور تک) یک و تنہا و غریب رہے گا"۔

---

(۱)۔ کمال الدین ج ۲، ص ۳۶۱، باب ۳۴، ح ۴۔

(۲)۔ مور تور اس شخص کو کہتے ہیں جسکے ولی و سرپرست کا خون ظلم و ستم کے ساتھ بہایا گیا اور وہ طالب قصاص ہو مگر اسکو انتقام کا موقع نہ مل پا رہا ہو اسی لئے ہم حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت میں "الوتر المو تور"، پڑھتے ہیں اس لئے کہ ابھی تک آپؑ کے اور آپ کے ساتھیوں کے خونِ پاک کا بدلہ نہیں لیا گیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے کیفیتِ ظہور کا تذکرہ "مفضل" سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے مفضل وہ تنہا ہی ظہور کریں گے، تنہاء مسجد الحرام میں وارد ہوں گے تنہاء ہی دامنِ کعبہ پکڑے ہوں گے؛ اس عالم میں کہ تاریکیٔ شب نے ہر طرف بسیرا کیا ہو گا"۔

آپ کی ولادت بھی بالکل جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرح مخفی اور غریبانہ صورت میں واقع ہوئی آپ کی ولادت پر اُس زمانے کے فرعونیوں نے آپ کی شہادت کا قصد کر لیا تھا۔

یہ کتنی غم انگیز بات ہے کہ خاندان امامت، خاتم الاوصیاء علیہ السلام کی ولادت کو ان کے چچا سے بھی پوشیدہ رکھنے پر مجبور تھا اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ دوران غیبت بھی حضرت کی زندگی مخفیانہ و غریبانہ بسر ہو رہی ہے جب کہ وقت ظہور بھی تنہاء اور عالم غربت میں مسجد الحرام میں آئیں گے۔

عُزلت امام ارواحنافداہ کا زمانہ

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "صاحب الامر ارواحنافداہ کے لیے حتمی غیبت ہے اس غیبت کے دور میں وہ لوگوں سے کنارہ کش ہوجائیں گے جب کہ مدینہ کتنی اچھی جگہ ہے"۔[1]

امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آستانۂ شہادت میں بستر شہادت پر اپنے فرزندِ دلبند سے فرماتے ہیں:

"اے بیٹا! آپ کہیں دور جا کے رہیئے گا جو لوگوں کی دسترس سے دور ہو، ہر خدا دوست کے خطرناک دشمن اور مخالف ہوتے ہیں جو ان کے امور میں مزاحم ہوتے ہیں"۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی اپنے والد کی خواہش کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے والد گرامی (امام حسن عسکری علیہ السلام) نے مجھ سے جو عہد لیا تھا وہ درست تھا کہ میں سوائے مخفی ترین اور دور ترین جگہ کے زندگی نہ گزاروں تاکہ اپنے امر کو پوشیدہ رکھ سکوں اور گمراہوں و منحرفوں کی نَیرنگیوں اور گمراہ امت کے فتنے سے اپنے آپ کو بچا کر رکھوں"۔[2]

(۱)۔ اثبات الہداۃ:۳-۴۴۵۔

(۲)۔ اثبات الہداۃ:۳-۴۴۵۔

سید الساجدین امام علی بن الحسین علیہ السلام امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

"ہمارے قائم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف میں چھ پیغمبروں کی چند نشانیاں ہوں گی... حضرت نوحؑ کی طرح اس کی عمر بھی طولانی ہوگی حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی پرورش پوشیدہ ہوگی اور وہ لوگوں سے جدا زندگی بسر کریں گے حضرت موسیٰؑ کی طرح خوف و غیبت میں رہیں گے حضرت عیسیٰؑ کی طرح لوگ اس کے حق میں اختلاف کریں گے حضرت ایوبؑ کی طرح تکلیف کے بعد راحت ملے گی حضرت خاتم الا انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اس کا قیام بھی شمشیر کے ساتھ ہوگا"۔ (۱)

آج اتنے سال گزر گئے اور وہ بزرگوار آنکھوں سے اوجھل دور دراز سرزمین پر زندگی بسر فرما رہے ہیں اور دنیا والے آپؑ کے فیض عام سے بے بہرہ ہیں البتہ توبہ اور آپؑ کے ظہور کے لیے دعا کر کے اس محرومیت کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

روایات میں ملتا ہے کہ غیبت کے دور میں کچھ سرکردہ افراد ہیں جو امام عصر ارواحنا فداہ کے محضر مبارک میں رہ کر آپ کے اوامر کو جاری فرماتے ہیں اور کسی حد تک آپ کے وجود مقدس سے غربت کو دور کرتے ہیں اور اگر ان میں سے جب کسی کی عمر تمام ہو جاتی ہے تو دوسرا اس کا جانشین بنتا ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی حضرتؑ کے

---

(۱) المحجۃ البیضاء، ج۴، ص۳۳۸۔

مونس و غمخوار ہیں اور اس مولود الٰہی کی تنہائی و غربت کے ہمدم ہیں جیسا کہ امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت خضر علیہ السلام نے آب حیات پیا ہے اس لیے وہ زندہ ہیں اور صور کے پھونکے جانے تک نہ مریں گے وہ ہمارے پاس آتے ہیں ہم پر درود و سلام بھیجتے ہیں ہم ان کی آواز سنتے ہیں پروردگار ان کے توسط سے زمانہ غیبت میں ہمارے قائم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے رنج غربت کو دور کرے گا وہ ان سے مانوس ہو کر ان کی تنہائی میں غمخواری کریں گے۔[1]

(۱)۔ اثبات الہداۃ، ج۳، ص۴۸۔ حیاۃ القلوب، ج۱، ص۲۸۵۔

اضطرارِ امام ارواحنا فداہ کا زمانہ

آیت شریفہ:﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾[1] کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

" یہ آیت (حضرت) قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے حق میں نازل ہوئی ہے خدا کی قسم وہی وہ مضطر ہیں کہ جو مقام (مقام ابراہیم مسجد الحرام) میں دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں تو خدا ان کی دعا کو قبول اور ان کے درد و غم کو دور فرماتا ہے اور انہیں کو روئے زمین پر جانشین قرار دے گا"۔[2]

امام محمد باقر علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:

" خدا کی قسم وہ (حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ایسے مضطر ہیں کہ جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے (أَمَّن يُجِيبُ)"۔

اس لیے ہم دعائے ندبہ میں بھی پڑھتے ہیں:"أينَ الْمُضطَرُّ الّذِی يُجَابُ إِذَا دَعیٰ"

اس دعائیہ جملے کی شرح میں کہا گیا ہے:

---

(۱) سورہ نمل ۲۷/۶۲۔

(۲)۔ تفسیر قمی، ج ۲، ص ۱۲۹۔

" ہر وہ شخص کہ جو صاحب عہدہ و منصب ہو اور اس پر کچھ وظائف واحکام بھی ہوں کہ اس کے مقام و منصب کو اس سے غضب نہ کیا جائے اور وہ اس کو جاری کرنے پر قادر ہو مگر پھر بھی اس کے وظائف کی انجام دہی سے اس کو روکا جائے اور وہ اپنے حق و ماموریت کے حاصل کرنے پر قادر نہ ہو اور بہت سارے اس کے دشمن نہ چاہتے ہوں کہ وہ اپنے وظائف و ماموریت کا تعارف کرائے تو ایسے شخص کو مضطر کہا جاتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر عالم اضطرار کیا ہو گا کہ حجت خدا و مبلغ قرآن واحکام موجود ہو اور وہ صرف تماشائی بنا دیکھ رہا ہو کہ کسی طرح حُکّامِ ظلم و جور اور منافق و ہوا پرست افراد چاہتے ہیں کہ قرآن کو بدل ڈالیں سنت و آداب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کر ڈالیں اور دین اسلام کی شکل کو بدل دیں اور ان کے چاہنے والوں اور محبت کرنے والوں کو اذیت پہنچائی جائے اور ان کو سب و شتم کا نشانہ بنایا جائے۔ (۱)

ہم امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے پہلے سفیر کی سفارش کردہ مشہور دعا میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں:

" تو اے میرے پروردگار وہ ہے کہ جو مصیبت و بدحالی کو رفع کرتا ہے اور مضطر انسان جب تجھے آواز دیتا ہے تو اس کی دعا قبول کرتا ہے اور رنج واندوہ سے نجات بخشتا ہے لہٰذا اپنے ولی کی پریشاں حالی کو دور فرما"۔

(۱)۔ شرح دعائے ندبہ علوی طالقانی، ص ۲۵۳۔

امام ارواحنا فداہ کی قید کا زمانہ

بعض روایات واضح طور پر امامؑ کے زمانۂ غیبت میں "مُقیّد" ہونے کا ذکر کرتی ہیں اور بعض موارد میں معصومین علیہم السلام کے کلام کے سیاق سے امام کے "مُقیّد" ہونے کا اشارہ ملتا ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی چار نشانیاں ہوں گی حضرت موسیٰؑ کی نشانی حضرت عیسیٰؑ کی نشانی حضرت یوسفؑ کی نشانی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی؛ اس میں حضرت موسیٰؑ کی نشانی وحشت و پریشاں حالی کی سی ہو گی اس میں یوسفؑ کی سی نشانی مقیّد ہونے کی طرح ہوگی اور عیسیٰؑ کی طرح لوگ اس کے حق کے بارے میں بھی اختلاف کریں گے، کچھ کہیں گے مر گئے اور کچھ کہیں گے نہیں مرے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح شمشیر کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔[۱]

"حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے نویں فرزند میں حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ بن عمران کی نشانیاں ہوں گی"۔[۲]

---

(۱)۔ الامامۃ والتبصرۃ، ص ۹۴۔

(۲)۔ المحجۃ البیضاء، ج ۴ ص ۳۳۸۔

ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنی دعاؤں میں امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے دعا فرمائی ہے، امام صادق علیہ السلام اپنی ایک مفصّل دعا میں جسے روز عاشورہ اپنے اصحاب میں سے ایک عبداللہ بن سنان کو تعلیم کرتے ہوئے خداوند عالم سے کچھ اس طرح دست بہ دعا ہیں:

"اللهُمَّ وَعَجِّلْ فَرَجَ آلَ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِمْ وَاسْتَنْقِذْهُمْ مِنْ أَيْدِي الْمُنَافِقِينَ وَالْمُضِلِّينَ وَالْكَفَرَةِ الْجَاحِدِينَ"۔

اے پروردگار آل محمد علیہم السلام کی آسانیوں میں تعجیل فرما اور اپنا درود و سلام ان پر برقرار رکھ اور ان کو منافقوں، گمراہوں اور کینہ پرور کافروں سے نجات بخش۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان کی شباہت (امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ ہے کہ جس طرح پروردگار نے ان کے کام کو (بادشاہ مصر کا خواب دیکھنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا تعبیر بتانا اور پھر ان کا قید خانے سے رہائی پانا) ایک لحظہ میں درست کر دیا تھا اس طرح ان کے زمانۂ ظہور اور انتظار کا امر بھی ایک ثانیے میں اصلاح پا جائے گا۔[1]

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف سے بھی ابوالحسن ضرّاب کے صلوات کے بعض ٹکڑوں میں آیا ہے:

---

(۱)۔ کمال الدین، ج۱، ص۳۲۹، باب۳۲، ح۱۲۔

"وَخَلِّصْهُ مِنْ أَيْدِي الْجَبَّارِين" خدایا حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کو جبّاروں سے نجات عنایت فرما۔

شیخ مفیدؒ سے خطاب شدہ توقیع میں بھی امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف نے "فَمَا يَحْبِسُنَا" کی تعبیر سے کام لیا ہے اور اپنے قید و بند کو اپنے شیعوں کے برے افعال و کردار کی بنا پر شمار کیا ہے۔

گزر رہے ہیں جو غیبت میں قید کے لمحے
دعا کرو کہ وہ دورِ طویل کم ہو جائے
ہر ایک لمحہ ہے غیبت میں قید کی مانند
ہم عاشقوں پہ بھی مولا ذرا کرم ہو جائے

امام ارواحنافداہ کے خوف کا زمانہ

امیر المؤمنین علیہ السلام جناب کمیلؒ کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللّٰهُمَّ بَلَى! لاَ تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ إِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً وَإِمَّا خَائِفاً مَغْمُوراً.

اے میرے پروردگار یہ بالکل مسلم ہے کہ ہرگز زمین اس شخص سے جو دین خدا کو حجت بخشتا ہے خالی نہ رہے گی۔ چاہے وہ آشکار اور شناختہ شدہ ہو چاہے وہ خوف وہراس کے عالم میں، لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔

بعض روایات میں واضح طور پر حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے "خائف" کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے ظہور سے پہلے غیبت ہوگی، زُرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے پوچھا کیوں؟ تو فرمایا ان کو اپنے قتل کردیئے جانے کا خدشہ ہوگا۔ [1]

امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خوف کی ایک وجہ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے قتل ہونے کا خدشہ ہے مگر یہ خوف اندرونی اضطراب یا گھبراہٹ اور خوف کے منفی معنی کی طرح نہیں ہے بلکہ عدم تحفظ کا خیال ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ عدم تحفظ کی بنا پر سرزمین مصر سے خارج ہوئے تھے جیسا کہ قرآن اس بارے میں فرماتا ہے: "فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفاً يَتَرَقَّبُ"۔ [2]

---

(۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۴۸۱، باب ۴۴۔

(۲)۔ سورہ قصص ۲۱/۲۸۔

وہ دعا کہ جو زیارت آلِ یاسین کے بعد پڑھی جاتی ہے اسمیں بھی امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو "المرتقب الخائف" کہہ کر بلاتے ہیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ذخیرۂ الٰہی اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بشارتوں کا تحفہ ہیں اور ان پر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں جیسے اس دنیا میں عدالت کا قائم کرنا، اس لیے بہر حال اپنی ذات کی حفاظت بھی ضروری ہے اور یہ در حقیقت ظالم و جابر افراد ہیں جنہوں نے وجود امام علیہ السلام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے اور حضرت کو "گوشہ نشینی" اختیار کرنی پڑی ہے۔ آپؑ کے آباء واجداد علیہم السلام کو ملعونوں نے یکے بعد دیگرے شمشیرِ ستم سے یا زہرِ جفا سے شہید کر دیا جس وجہ سے حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو ناچار ہو کر اپنی زندگی ظالموں سے دور رہ کر گزارنے پر تیار ہونا پڑا، اس عدمِ تحفظ کی علت "یاور و انصار" کا نہ ہونا بھی ہے۔

امامؑ کے خوف کی اور بھی دیگر وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً غیبت کے طولانی تر ہو جانے کا خدشہ اور ظہور میں تاخیر کا خوف اور حضرتؑ کا خوف اس لیے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ان مومنین کے سلسلے میں پریشان ہوں جو غیبت کے زمانے میں مشکلات و پریشانیوں کا شکار ہو کر دامِ ابلیس میں گرفتار ہو جائیں اور امامت کے سیدھے راستے سے

منحرف ہو جائیں کیونکہ خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے:**وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ** آمناً ۔[۱]

(۱)۔ سورہ نور، آیہ ۲۴-۵۶۔

مظلومیتِ امام ارواحنا فداہ کا زمانہ

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وقتِ ظہور ہو گا تو حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ایک ہاشمی جوان کو اہل مکہ پر حجت تمام کرنے کے لیے بھیجیں گے اور اس سے فرمائیں گے:

" اہل مکہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: میں تمہاری طرف فلاں کا بھیجا ہوا ہوں، انہوں نے تم سے کہا ہے کہ: میں اہل بیت رحمت و معدن رسالت و خلافت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خاندان اور پیغمبروں کا فرزند ہوں میں مظلوم ہوں ستم رسیدہ ہوں، چھوڑ دیا گیا ہوں جب سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے رحلت فرمائی ہمارے حق کو ضائع کیا جا رہا ہے تم سے مدد کا خواہاں ہوں تم بھی ہماری نصرت کرو"۔ (۱)

ایک دوسری روایات میں امام پنجم علیہ السلام امام عصر ارواحنا فداہ کے خانہ کعبہ کے پاس ظہور کے روز کی جانے والی گفتگو کو بیان کرتے ہیں جس کا کچھ حصہ اس طرح ہے:

" (اے لوگوں!) خدا کو تم پر گواہ بناتا ہوں تم میں سے ہر وہ شخص جو میری گفتگو سن رہا ہے وہ دوسروں تک خبر پہنچائے، خدا کے حق کا اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۰۷۔

خود اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ میں تم پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابتداری کا حق رکھتا ہوں کہ ہماری حمایت کرو اور ہمارے مقابلے میں جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان کو ہم سے دور کرو کیونکہ ان لوگوں نے ہم کو خوفزدہ کیا اور ظلم وستم کا محور بنالیا ہے۔ اور ہم کو ہمارے گھر اور بچوں سے دور کر دیا ہے اور ہم پر ستم کر کے ہمارے حق کو چھین لیا ہے اور اہل باطل ہم پر چڑھ دوڑے ہیں"۔ (۱)

مرحوم حاجی سید اسماعیل شرفی بیان کرتے ہیں:

'میں عتباتِ عالیہ کی زیارت کی غرض سے نکلا ہوا تھا حرم سید اشہداء علیہ السلام میں مشغولِ زیارت تھا، چونکہ زائرین کی دعا حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے سرہانے مستجاب ہے اس لیے میں وہاں گیا اور میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنے مولا حضرت امام مہدی ارواحنا فداہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو جاتا میں مشغولِ زیارت تھا کہ اچانک حضرتؑ کے خورشیدِ جہاں تاب کا دیدار ہوا، سلام کے بعد میں نے سوال کیا آقا! آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں دنیا کا مظلوم ترین فرد ہوں"۔ (۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام عالمِ مُکاشفہ میں علماء قم میں سے ایک سے فرماتے ہیں!

---

(۱)۔ غیبت نعمانی، ص۸۱۔

(۲)۔ ترجمہ صحیفہ مہدیہؑ، ص۵۸۔

"ہمارا مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف اپنے ہی زمانے میں مظلوم ہے جتنا ممکن ہو اس کے بارے میں گفتگو کرو اس کے سلسلے میں لکھو جتنا بھی اس کا تذکرہ کرو گے وہ سب کا سب تمام معصومین علیہم السلام کا تذکرہ ہو گا کیونکہ سب کے سب عصمت و ولایت و امامت میں ایک ہی ہیں لیکن چونکہ یہ زمانہ مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کا زمانہ ہے اس لیے زیادہ سے زیادہ ان کے بارے میں گفتگو کرنا چاہیے... میں ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں کہ ہمارے مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے بارے میں زیادہ سے زیادہ گفتگو کرو اور ان پر لکھو۔ ہمارا مہدی مظلوم ہے، جتنا بھی لکھا یا پڑھا جائے؛ ان کے بارے میں لکھا اور پڑھا جائے۔"[1]

(۱)۔ ترجمہ صحیفہ مہدیہؑ، انتشار دار الثقلین، طبع چہارم، ص۵۸۔

انتظارِ امام ارواحنا فداہ کا زمانہ

احادیثِ اہل بیت میں امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو (منتظِر) کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے اگرچہ آپ کی ذات گرامی (منتظَر) بھی ہے؛ یعنی جن کا انتظار کیا جا رہا ہے اور مؤمنین کا دل آپ کے ظہور اور آنے کے سلسلے میں بے تاب ہے اور خود وہ بزرگوار بھی خدا کی طرف سے حکمِ خروج کے منتظر ہیں اور خدا دوست افراد اور اپنے شیعوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے بے تاب ہیں اسی سلسلے میں ایک دعا ہے جس کو عید فطر کے دن جب اپنے گھر سے نکلا جاتا ہے تو پڑھا جاتا ہے:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى وَلِيِّكَ اَلْمُنْتَظِرِ أَمْرَكَ اَلْمُنْتَظَرِ لِفَرَجِ أَوْلِيَائِكَ"(۱)

اے پروردگار میرا درود و سلام ہو تیرے اس ولی پر جو تیرے حکم کا منتظر ہے اور تیرے دوستوں کی آسانیوں کا منتظر ہے۔

یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے غیبت کے زمانے میں انتظار کا لمحہ لمحہ جانکاہ و ستم پیشہ ہے، جب کہ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف دنیا میں واقع ہونے والے ہر ایک واقعے سے باخبر اور شیعوں کے حالات سے آشنا اور ظلم و ستم و کفر و نفاق کی حکمرانی سے آگاہ ہیں اور دوسری طرف غیبت کے دور میں بھی عدل و انصاف کے قائم

(۱)۔ اِقبال الأعمال، جلد۱، صفحہ ۲۸۳۔ بحار الأنوار، جلد۸۸، صفحہ ۱۶۔

کرنے اور ظلم وستم کے رفع کرنے کے لیے مبسوط الید بھی نہیں ہیں۔ پھر یہ بات طبیعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ امامؑ ہر لحظہ اپنے مامور کردہ امور کی انجام دہی کے لیے فرمان الٰہی کے صادر ہونے کے منتظر ہیں اور چونکہ ظہور کی بنیاد لوگوں کی آمادگی اور ان کی بیداری و دعا ہے لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ:

"امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس دورِ غیبت میں شیعوں کے بیدار ہونے اور آنکھیں کھولنے اور ہوشیار ہونے کے منتظر ہیں"۔

دورِ غیبت کے طولانی اور امامِ غائب عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی پوشیدہ زندگی پیشوائے عدالت امیر المؤمنین علیہ السلام کو بھی رنجیدہ خاطر اور دل ملول کرتی ہے جس کی وجہ سے حضرت فریاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَیَا بْنَ خِیرَةِ الإمَاءِ مَتَی تَنْتَظِرُ؟(۱)

اے بہترین کنیز خدا کے فرزند کب تک انتظار کیا جائے؟

---

(۱)۔ ینابیع المودۃ: ج۳ ص۴۳۴ ب۹۹ ح۴۔ عن کتاب صفین للمدائنی ۔ موسوعۃ أحادیث أمیر المؤمنین (علیہ السلام): ص۹۰ ح۴۔

امام ارواحنافداہ کی ناتوانی کا زمانہ

قرآن مجید کی آیات میں سے ایک آیت جو امام عصر ارواحنافداہ کے سلسلے میں زبان زدِ خاص و عام ہے اور جس کو خود حضرتؑ نے بہ وقت ولادت اپنے پدر بزرگوار کے سامنے اور اپنی ولادت کے ساتویں دین تلاوت کیا تھا جو کہ سورہ قصص کی چھٹی آیت ہے:

﴿وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾[1]

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنادیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیدیں۔

امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں کچھ اس طرح منقول ہے: "آیت میں مستضعفین سے مراد آلِ محمد علیہم السلام ہیں کہ پرودگار ان کے مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کو ایک سخت و مشقت بھرے (زمانے کے بعد) ظاہر کرے گا جو ان کو صاحب عزت و توقیر بنائے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا و خوار کرے گا"۔[2]

---

(۱)۔ سورۂ القصص ۲۸/۵۔

(۲)۔ الغیبۃ شیخ طوسی، ص ۱۱۳۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نظر حضرت علی علیہ السلام اور ان کے دونوں بچوں حسن و حسین علیہما السلام پر ڈالی اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا: تم دونوں میرے بعد مستضعف قرار پاؤ گے"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے راویٔ حدیث جناب مفضل کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اس جملے کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا: "یعنی تم دونوں میرے بعد ایسے امام ہو گے جو ستم رسیدہ ہو گے کہ خداوند فرماتا ہے: **وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ**... اس آیت کا نمونہ قیامت تک ہمارے خاندان میں پایا جائے گا"۔

مستضعف کے معنی ضعیف سے الگ ہے، ضعیف کے معنی مجبور کے ہیں مگر مستضعف اس شخص کو کہتے ہیں جسے مجبور کر دیا گیا ہو۔ اہل بیت علیہم السلام کسی بھی طرح مجبور نہ تھے نہ ہیں۔

مگر تاریخ کے صفحات پر طاغوت پرست افراد کے ذریعہ ان کو ضعیف بنا دیا گیا اور ان کو ان کے حق سے محروم کر دیا گیا۔

بہر حال وہ افراد جو کہ کمزور و ناچار افراد کی دلجوئی کرتے ہیں اور پوری دنیا کے مستضعف افراد کے امور میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کو مستضعف افراد کی امید بھی جانتے ہیں انہیں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ان تمام مستضعفین کا

راس و رئیس خود حضرت کا وجود مقدس ہے اور اگر حضرت کا تابندہ وجود ظاہر ہوجائے تو کائنات کے تمام مستضعفین کو بھی راہ نجات مل سکتی ہے۔

دوسری فصل

گستاخانہ تہمتیں اور محرومیت

شاید آپ نے بھی کچھ افراد کو دیکھا ہو گا جن کے ذہن میں امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کا وجودِ مقدس اس شخص کی طرح ہے جو شمشیر بکف، خون کی ندیاں بہاتا، گردنوں کو اڑاتا اور کُشتے کے پُشتے لگاتا نظر آئے گا۔ اس سے بڑھ کر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ایسے افراد اپنی طرزِ فکر اور کھلی ہوئی گمراہ ذہنیت کے اشتباہ کو دوسروں تک بھی منتقل کرتے رہتے ہیں اور حضرتؑ کے مہربان وجود اور عدالت مآب شخصیت کو لوگوں کے ذہنوں اور فکروں میں مخدوش کر دیتے ہیں۔ اور قوم وملت کے ایک بڑے طبقے کو آپ کے ظہور سے خوفزدہ کر کے آپ کے ظہور کے لیے دعا کرنے سے منصرف کر دیتے ہیں۔

یہ بہت بڑی جفا ہے اس شخصیت پر جس کا وجود سراسر محبت و شفقت و رحمت ہے، حتی کے بعض متدیّن افراد بھی مزاحاً یا عدم توجہ کی بنا پر حضرتؑ کے سلسلے میں منفی باتیں کہہ جاتے ہیں جیسے امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی شمشیر کو اپنی یا دوسروں کی گردن پر چلنے کی بات کرتے ہیں۔

"ریڈیو کے ایک پروگرام میں جو کہ حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ سے متعلق تھا اس کی ایک رپورٹ میں مدارس کا مسئلۂ ظہور کے سلسلے میں نقطۂ نظر جاننے کی کوشش کی گئی تو پتا چلا کہ سو میں سے ستّر اسٹوڈنٹس ایسے ہیں جو پسند نہیں کرتے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف تشریف لائیں جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیوں آپ امامؑ کی طرف

تمایل نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اگر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف آئیں گے تو ہماری گردنیں اڑادیں گے"۔

یہی وہ مقام ہے جہاں پر امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غربت پر خون کے آنسو بہانے کا جی چاہتا ہے اور اس مصیبت پر گریبان چاک کرنے کا دل کرتا ہے، کیا اس سے بڑی غربت تصور کی جا سکتی ہے؟!!

وہ امامِ مہربان کہ جن کے دوست اور چاہنے والے ہی نہیں بلکہ ان کے دشمن بھی ان کی برکت سے زندہ ہیں اور سانس اور روزی حاصل کر رہے ہیں۔

وہ امامِ مہربان کہ جو باپ سے زیادہ دل سوز، ماں سے زیادہ مہربان اور بھائی سے زیادہ مدد گار ہے۔ وہ امامِ مہربان کہ جس کے بارے میں معلوم ہے کہ اس کے آنے کے بعد کسی یتیم کی آنکھ میں آنسو نہ ہو گا، کوئی بھوک سے نہیں مرے گا، کوئی درد سے نہیں تڑپے گا، کوئی قید میں نہیں رہے گا، قرضدار اپنے قرض کو ادا کرنے سے عاجز نہ ہو گا، کسی مفلس کو سڑک پر سونا نہیں پڑے گا، دسترخوان بغیر روٹی کے نہیں رہے گا۔

وہ امامِ مہربان کہ جو مظلومین کی طرف سے انتقام لینے والا اور تاریخ کے ستائے ہوئے لوگوں کی حمایت کرنے والا ہے۔

وہ امامؑ کہ جس کا وعدہ ہے مصیبتوں کو ختم کرنے تکلیف کو دور کرنے اور بے سروسامان کو سامان رسانی پہنچانے کا اس کو شمشیر بکف اور خونخوار کی طرح متعارف کرانا ایک بہت بڑا ستم اور ناقابل معافی جرم ہے۔

اگر اب تک ان کی شمشیر برق رفتار کے بارے میں ہی گفتگو کرتے چلے آئے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ بارگاہِ خداوندی میں توبہ و استغفار کریں اور خداوند متعال کے اس مظہرِ رحمت کی بارگاہِ مقدس میں اتنی بڑی تہمت کے لیے معافی اور بخشش طلب کریں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حجتہ ابن الحسن ارواحنافداہ کا وجود مقدس جو کہ خاتم الاوصیاء ہیں؛ بالکل خاتم الانبیاء رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [1] کی طرح ہے اور آپ کے القاب شریف "کاشف البلوی" "غوث" [2] "رحمتہ الوسعتہ" اور "کہف" ہیں یہ سارے القابات، روایات وادعیہ وزیارت میں حضرت کے لیے بہت دفعہ وارد ہوئے ہیں۔

جامعۂ کبیرہ کہ جس میں امام علی ابن محمد ہادی علیہما السلام نے امام شناسی کے عالی ترین معارف کو زیارت کے پیرائے میں بیان کر دیا ہے؛ اہل بیت پیغمبر علیہم السلام کو معدنِ رحمت، نہایت درجہ بُردبار و متواضع، کرم و محبت کے منبع اصلی، غموں کو دور کرنے والے، پریشانیوں کوآسان کرنے والے کے طور پر یاد کیا ہے۔

آٹھویں امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: "امامؑ، ہمنشین، ہمدل، اور پدرِ مہربان اور بھائی سے بڑھ کر مددگار ہے اور چھوٹے بچے کی بہ نسبت نیکوکار ماں سے بڑھکر مہربان اور بندگان خدا کی پناہگاہ ہے"۔ [3]

---

(۱)۔ اصول کافی، ج۱، ص۵۲۸ (حدیث لوح)۔

(۲)۔ زیارت آلِ یاسین (۔۔۔والغوثُ والرّحمۃ الواسعۃ)۔

(۳)۔ اصول کافی، ج۱، ص۲۰۰ (کتاب الحجۃ باب نوادر، جامع فی فضل الامام وصفاتہ، ۱۵۰، ح۱۔

پرودگار نے اس دورِ غیبت میں امام زمانہ ارواحنافداہ کو ملجاء و پناہ گاہ اور بے چاروں اور مجبوروں کا دادرَس قرار دیا ہے، وہ نجات بخش پیشوا اور بہ اعتبار استناد متونِ روایات تمام لوگوں سے مہربان تر اور خوش خو ہے۔

وہ اپنے زمانۂ ظہور میں مُشفقانہ طور پر لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلائیں گے، کتب آسمانی کے حیرت انگریز علوم کی تعلیم دیں گے، وعظ و نصیحت اور عصری تعلیمات کے ذریعہ ہر جگہ پر اور ہر ایک پر حجت تمام کریں گے اس طرح کہ اگر کوئی تھوڑا سا بھی حق کو قبول کرنے کی آمادگی رکھتا ہو گا وہ راہ حق حاصل کرلے گا اسی وجہ سے بہت سارے اہل کتاب دھیرے دھیرے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

مگر متوجہ رہیں کہ جس طرح پھول اور پودے پرورش پاتے ہیں انہیں کے ساتھ کچھ نقصاندہ گھاس بھی اُگ آتی ہے اور پھول پودے کی پرورش میں مزاحم ہوتی ہے جن کو اکھاڑ پھینکنا بہت ضروری ہوتا ہے اور ایسا کرنا سوائے تیغ عدالت الٰہی کے ممکن نہیں ہے کیونکہ جب عدالت کرسی نشین ہوگی تو ظلم نیست و نابود ہو جائے گا تاکہ مظلومین و ستم دیدۂ تاریخ راحت کی سانس لے سکیں، ظالموں کا وہ گروہ جو کسی بھی طرح راہِ مستقیم پر نہیں آتا، نصیحت قبول نہیں کرتا اور آخرش کوئی بھی حربہ ان کی اصلاح میں مؤثر نظر نہیں آتا تو ایسے گُرگوں کو نتیجتاً راستہ سے ہٹا دیا جائے گا۔

کیا کبھی اپنے سوچا ہے کہ کیوں آپ کے وجود مقدس کو "طاؤوس اہل بہشت"[1] کے نام سے یاد کیا جاتا ہے شاید اس تشبیہ کی ایک لطافت یہ ہے کہ جب طاؤوس پَر چلاتا ہے تو نظروں کو خیرہ کر دیتا ہے، حضرت بھی جب ظہور فرمائیں گے تو آپ کے ملکوتی وجود اور اپنی الٰہی سیرت سے دیکھنے والوں کو خیرہ اور عقل کو حیران کر دیں گے۔

زیارت امام زمانہ ارواحنا فداہ کے بعض حصوں میں ہم پڑھتے ہیں: "اَلسَّلامُ عَلی رَبیعِ الاَنامِ وَنَضرَةِ الاَیّامِ" دلوں کی بہار اور دنوں کی طراوت پر سلام۔

دعائے عہد میں بھی ہم اللہ سے چاہتے ہیں کہ: "خدایا! اس کے ہاتھوں سے اپنے شہروں کو آباد کر دے اور اپنے بندوں کو سچی زندگی بخش دے"۔

امام بہارِ دل و جاں اور باعث طراوت و شادابی اور چشمۂ حیات ہے اور انسان کی اصلی طبیعت و حیات آپؑ کے ظہورِ مبارک سے آشکار ہو جائے گی اور وہی وہ موقع ہو گا جب ہر ایک زندگی اور راحت کے اصلی مزے کو چکھے گا اور واقعاً اگر ایسا ہے تو آج جس طرح ہم زندگی گزار رہے ہیں اور اس سے دل کو خوش کر رہے ہیں وہ کیا ہے؟

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج۵۱، ص۹۱۔

ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ ابھی تک ہم اس خیرات و برکات سے واقف ہی نہیں ہیں جو آپ کے ظہور کے بعد عالم ہستی میں واقع ہونے والے ہیں اور ہم جانتے ہی نہیں کہ اس یوسفِ گُم گشتۂ عالم کے کفایت شعار ہاتھوں تمام نیکیاں اور خیرات و برکات، کمالات و خوبصورتی انسان کو بطور تحفہ ملنے والی ہیں اور حضرتؑ کے ظہورِ مسعود پر انسان کو ایمان و آسائش و امن کا ایسا تحفہ ملنے والا ہے جس کے تصور سے بھی ذہنِ انسانی عاجز ہے۔

مندرجہ ذیل روایات پر غور کیجئے:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانے میں میری امت ایسی نعمتوں سے بہرہ مند ہوگی جسکی نظیر نہ دیکھی گئی ہوگی۔[۱]

میں تمکو مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بشارت دیتا ہوں جو لوگوں کی طرف بھیجا جائے گا اور زمین و آسمان میں رہنے والے اس سے راضی و خشنود رہیں گے۔[۲]

تمام اُمتیں اس کے زیر پناہ آجائیں گی جیسے کہ شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کی پناہ حاصل کرتی ہیں۔ وہ عدالت کو پوری دنیا میں حکمراں کر دے گا یہاں تک کہ

---

(۱)۔ منتخب الاثر، ص ۴۷۳۔

(۲)۔ جامع احادیث الشیعہ، ج۱، ص ۳۴۔

صدرِ اسلام کی اس میں چمک دمک واپس آجائے گی وہ کسی سوئے ہوئے کو جھنجوڑ کر نہیں اٹھائے گا کسی کا ناحق خون نہیں بہائے گا۔[۱]

لوگوں کے دلوں کو عبادت و اطاعت سے آشنا کرائے گا عدالت کا دامن ہر جگہ پھیلا ہو گا۔ خدا اس کے ذریعہ جھوٹ کا قلعہ قمع کر دے گا۔ درندگی و ستمگری کی خُو فنا ہو جائے گی اور ذلت و خواری کا طوق لوگوں کی گردن سے نکال پھینکا جائے گا۔[۲]

کوئی بھی فقیر نہیں رہے گا، لوگ صدقہ دینے کے لیے ضرورت مند کی جستجو کریں گے مگر پا نہ پائیں گے جسکو بھی مال پیش کرنا چاہیں گے وہ کہے گا میں ضرور تمند نہیں ہوں۔[۳]

پرندے اپنے آشیانوں میں چہچہا رہے ہوں گے، مچھلیاں پانی میں اٹھکیلیاں کرتی ہوں گی، سوکھے چشمے ابل پڑیں گے اور زمین کی پیداوار دوگنی ہو جائے گی۔[۴]

---

(۱)۔ منتخب الاثر، ص ۴۷۸۔

(۲)۔ بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۰۴۔

(۳)۔ مسند احمد، ج ۲، ص ۵۳۔

(۴)۔ بہار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۰۴۔

زمین و آسمان میں رہنے والے اس سے عشق کریں گے، آسمان سے بارش زیادہ برسے گی زمین اپنے سبزوں کی ہریالی ہر جگہ پھیلائے ہوگی یہاں تک کہ زندہ لوگوں کی آرزو ہوگی اے کاش کہ گزشتہ لوگ زندہ ہوجاتے اور اس عدالت کا مشاہدہ کرتے۔ (۱)

آسمان سے بارانِ رحمت کا نزول رہے گا، زمین کے اندر کوئی بھی دانہ یوں ہی باقی نہ رہے گا اور ہر چیز اُگ آئے گی، اس روز دولت کی بارش ہر ایک پر رہے گی اس طرح کہ ہر کوئی جو کہے گا! اے مہدی! مجھے عطا کیجئے؟ تو ان سے کہا جائے گا! جو چاہتے ہو لے لو!!۔ (۲)

امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام: جب میرے فرزندوں میں سے ایک مرد کا ظہور ہوگا تو لوگوں کے امور میں ایسی آسانیاں پیدا ہوجائیں گی کہ مُردے بھی ایک دوسرے کے دیدار کو جائیں گے اور اس کے ظہور کا مژدہ ایک دوسرے کو سنائیں گے۔ (۳)

اس زمانے میں بارش خوب ہوگی، زمین اپنے سبزے کو آشکار کر دے گی، دلوں سے کینہ توزی غائب ہوجائے گی درندے اور جانور گھل مل کر رہیں گے اس طرح کہ اگر ایک عورت بھی چاہے تو عراق سے شام تک کا سفر پیدل طئے

---

(۱)۔ التشریف بالمنن، ص ۱۴۶۔

(۲)۔ عقد الدّرر، ۱۹۵، باب ۷۔

(۳)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۶۵۳، (باب ۵۷، ج ۱۷)۔

کرتی چلی جائے اور اس دور دراز راستے میں جو کہ آبادی سے بھرپور ہو گی اس کے قدم زمین سے اُگنے والی گھاس پر ہی پڑیں گے باوجود یہ کہ اس کی زینت کے سامان اس کے سر پر رکھے ہوں کوئی بھی درندہ اس پر حملہ نہیں کرے گا اور وہ اس امن وامان سے بھرے راستے میں دل میں کوئی خوف و خطر لائے بغیر راستہ طے کرتی چلی جائے گی۔[۱]

امام صادق علیہ السلام: جس وقت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف ظہور فرمائیں گے؛ وہ پیراہن جو امیر المؤمنین علیہ السلام کے پیراہن کی طرح ہو گا زیب تن کریں گے اور سختی کے ساتھ آنحضرتؑ کی سیرت پر عمل فرمائیں گے۔[۲]

بعض روایات میں آیا ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی تشریف آوری کی برکت اور آپؑ کی سیرت و رَوش سے لوگ فقر و فاقہ سے نجات پا جائیں گے اور دنیوی دولت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ آپؑ لوگوں سے فرمائیں گے: آؤ! یہ وہی چیز ہے کہ جس کے لیے تم اپنے رشتہ داروں سے جھگڑتے تھے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور احکام کی حرمت کو پامال کرتے تھے اور اس چیز کو کہ جس کو اللہ نے حرام قرار دیا تھا اس کے مرتکب ہوتے

(۱)۔ مکیال المکارم، ج۱، ص۱۰۱۔

(۲)۔ بحار الانوار، ج۷۴، ص۵۴۔ کافی، ج۱، ص۴۱۱۔

تھے۔ اس کے بعد اتنی دولت و ثروت لوگوں کو عطا کریں گے کہ دنیا میں اتنی دولت ان کو کسی نے نہ دیا ہو گا۔[1]

وہ چیزیں جو صحیح ترین روایات سے حاصل ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ:

آپ کے زمانۂ ظہور میں تمام بیماروں کو شفا حاصل ہو جائے گی، اندھے بینا ہوجائیں گے، بارش بقدرِ مناسب برسے گی، کوئی بھی زمین اس کُرۂ ارضی پر باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ وہ گل بوٹے سے سر سبز و شاداب رہے گی؛ گویا کہ ایک سبز محفل سے زمین آراستہ و پیراستہ رہے گی، تمام درخت میوہ دار ہوجائیں گے، جسم صحیح و سالم اور عمر طولانی ہوکر سو سال سے بھی زیادہ کی ہو جائے گی، روز و شب اور سال کے اوقات دس گناہ زیادہ طویل ہوجائیں گے، کسان اپنی کھیتی سے زیادہ سے زیادہ غلّہ حاصل کریں گے۔ کینہ ہر دل سے دور رہے گا، اور لوگ ایک دوسرے پر مہربان ہوجائیں گے، نہ یہ کہ صرف عقلِ انسانی کامل ہوجائے گی بلکہ حیوانات سے درندگی بھی سرزد نہیں ہوگی یہاں تک کہ بھیڑ اور بھیڑیا، گائے اور شیر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی بسر کریں گے، دولت اس قدر فراواں ہوجائے گی اور حرص و ہوس، طمع ولالچ اس طرح ختم ہو جائے گی کہ صدقہ دینے کے لیے کوئی فقیر بھی نہ ملے گا۔

---

(۱)۔ غیبت نعمانی، ص ۳۴۲۔

بچے سانپ، بچھو سے کھیلیں گے اور ان کی طرف سے ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، تمام برائیاں ختم ہوجائیں گی اور تمام لوگ خلوصِ دل کے ساتھ خداوند متعال کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک قرار نہیں دیں گے۔

تمام جغرافیائی پابندیاں ختم کر دی جائیں گی اور کُرہٗ زمین ایک حکومت و قانون کے زیر نگرانی ہو گا، جو شخص جب چاہے گا مشرق و مغرب میں جہاں چاہے بغیر پابندی کے سفر کرنے پر قادر ہو گا کوئی بھی اس کو منع کرنے والا نہ ہو گا۔ اور کیونکر ایسا نہ ہو گا؟ کیا اللہ نے تمام موجودات و کائنات کو اِس پاک گھرانے کے صدقے میں خلق نہیں کیا ہے؟ حدیث کساء میں ہم قول خداوندی پڑھتے ہیں:

"اے میرے فرشتو اور اے آسمان کے ساکنو! بہ قسم میں نے آسمان کا شامیانہ نہیں لگایا اور نہ زمین کا فرش بچھایا نہ چمکتے چاند اور درخشندہ ستارے نہ گھومتے فلک نہ بہتے دریا نہ اسمیں چلتی کشتیوں کو پیدا کیا مگر یہ کہ پنجتن کی محبت میں پیدا کیا"۔ (۱)

اس نکتے کی یاد دہانی بھی لطف سے خالی نہیں ہے کہ روایات کے مطابق دنیا میں جو بھی خونریزیاں ہوں گی وہ زیادہ تر ظہور سے پہلے ہوں گی کہ جو ظاہراً انسان کی اپنی

---

(۱)۔ ملحقات مفاتیح الجنان، حدیث شریف کساء۔

ہی مُسلّط کردہ جنگ کی وجہ سے ہوں گی جو دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں آپس میں کریں گی جیسا کہ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قیامِ قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے پہلے ایسا کشت و خون ہو گا جو ایک لمحے کے لیے بھی نہیں تھمے گا"۔[1]

البتہ ہم آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے شمشیر کے ساتھ قیام کا انکار نہیں کرتے کیونکہ متعدّد روایات میں اس امر کی تاکید و تائید آئی ہے لیکن یہ بات حتمی ہے کہ امام عصر ارواحنا فداہ کی تیغ ذوالفقار اور حضرتؑ کی قوتِ قہریہ اُن لوگوں پر ٹوٹ کر برسے گی جنھوں نے مسلسل عدالت کا گلا گھونٹا ہے اور بے دریغ مظلومین و بے سہارا افراد کا خون بہایا ہے اور اولیاء الٰہی پر کفر و عناد کی تلوار چلائی ہے جو تلوار کی زبان کے علاوہ کوئی اور زبان سمجھتے ہی نہیں۔

اس پر کوئی دلیل موجود نہیں کہ عوام الناس جو گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں اپنی روز مرّہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور طلبِ معاش میں زحمت اٹھاتے رہتے ہیں؛ ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے، چاہے غفلت کی بنا پر یا ناواقفیت یا کسی فریب میں آکر غلطی کر بیٹھیں جب کہ اللہ یا اولیاء الٰہی کے مقابلے میں آنے کا قصد بھی نہ ہو تو ایسے افراد بھی ظہور امامؑ سے وحشت و ہراس میں پڑ جائیں گے؛ اس پر کوئی دلیل نہیں ملتی۔ اس لیے حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے بعد نہ صرف یہ کے شیعوں کی اکثریت آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا استقبال کرے گی بلکہ دنیا کے زیادہ تر افراد اپنی پاک فطرت اور

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۵۲۔

آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی سیرت و روش اور خصلت و خوبی کے مشاہدے کے بعد آپؑ کی طرف راغب ہوجائیں گے اور آپؑ پر ایمان لے آئیں گے۔

واضح سی بات ہے کہ حضرتؑ کے نامِ نامی سے شرک و کفر و نفاق میں ڈوبے افراد ہی لرزتے ہیں اور وہی آپ کے ظہور سے ہراساں ہیں جیسا کے بنی عباس کے حکمراں (بالکل اس طرح کہ جیسے فرعون، ولادتِ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام سے خوفزدہ تھا) گیارہوں امام علیہ السلام پر پابندیاں عائد کرکے اور آپؑ کو آپؑ کے گھر میں نظر بند کرکے اپنے خیالِ خام میں امام موعود عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو دنیا میں نہ آنے دینے اور اس فرزندِ آسمانی کی شہادت پر آمادہ تھے۔

ائمہ کرام علیہم السلام سے مروی روایات میں مختلف تعبیرات کے ساتھ "امر جدید" کے بارے میں بتایا گیا ہے جس کو امام ظہور کے بعد اپنے ساتھ لے کر آئیں گے، یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ابھی تک اسلامِ حقیقی لوگوں تک پہنچا ہی نہیں ہے۔

اگر معلم کسی کلاس میں کسی سبب کی بنا پر نہ آئے اور اپنی کتاب کی تدریس نہ کرے تو کیا یہ بات صحیح ہوگی کہ جب وہ دوبارہ کلاس میں تدریس کے لیے آئے تو اس درس اور سبق کا امتحان لے جسکو اس نے پڑھایا ہی نہیں ہے؟ کیا مہربان ترین معلم بشریت کہ جو ہر ایک کی نجات اور ھدایت و تربیت انسانی کے لیے ظاہر ہونے والا ہے۔ اس سے ایسے عمل کی توقع کی جاسکتی ہے؟ یہ بات صحیح ہے کہ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ظلم و ستم کے سربراہوں اور

اس ظلمت کے بانیوں سے سختی کے ساتھ باز پر کریں گے لیکن لوگوں کی وہ اکثریت جوان ناہنجاروں کے ظلم میں قربانی بن گئے ہیں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ان کو ہدایت کی تلقین فرمائیں گے۔

امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی شمشیر سے خوف کا تذکرہ خصوصاً شیعہ معاشرے میں بڑے ہی عجیب انداز میں ملتا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ہم اتنے خوفزدہ ہوتے ہیں جبکہ ہم بارہا اور بار بار امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور دیگر آئمہ طاہرین علیہم السّلام کے وجودِ مقدس سے متوسل ہوتے رہتے ہیں اور یہ بزرگوار ہمارے حالات سے باخبر اور ہمارے گناہوں اور غلطیوں خطاؤں سے واقف ہونے کے باوجود ہمارے ساتھ کیسا کریمانہ برتاؤ کرتے ہیں اور اپنی بارگاہ سے بھگاتے نہیں ہیں اور ہماری حاجات کو پورا فرماتے ہیں؛ ان تمام لطف و کرم کے باوجود ہمارا اپنے امام معصوم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے ڈرنے یا خوفزدہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

شب معراج خدائے متعال اپنے پیغمبر سے حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بارے میں فرماتا ہے:

" وہ میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام کرے گا میں اس کے ذریعہ ہی اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اس کے آنے پر اولیا خدا و بندگان خدا کو راحت ملنگی اور آپ کے دردمند شیعوں کو شفا مل جائے گی"۔[1]

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج۲۶، ص۲۴۵۔

امام صادق علیہ السلام ابراہیم کرخی سے فرماتے ہیں: ابراہیم وہ ایک شدید، دشوار اور ایک طولانی مصیبت اور خوف و وحشت و اضطراب کے بعد شیعوں سے غم واندوہ کو دور کرے گا۔ (۱)

تعجب ہے!! ہم کیسے یقین کریں کہ وہ مہربان پیشوا جو درگاہ خداوندی میں اپنے خطا کار چاہنے والوں کے لیے دعا کرتا ہے، اور جو اس لیے آئے گا تاکہ مصیبت زدہ شیعوں کے دلوں کو شفا عنایت کرے اور ان سے غم واندوہ کو دور کرے؛ وہ ظہور کے بعد آتے ہی ان کو تہہ تیغ کرنا شروع کردے گا؟!!۔

سید ابن طاؤوسؒ فرماتے ہیں کہ بوقت سحر میں نے سرداب مقدس (سامرہ) میں حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے یہ دعا سنی:

"خدایا: ہمارے شیعہ ہمارے انوار کا پرَتو اور باقی ماندہ طینت سے پیدا کئے گئے ہیں انہوں نے بہت زیادہ گناہ ہماری محبت ولایت پر بھروسہ کرتے ہوئے کرلیا ہے اگر ان گناہوں کا تعلق تجھ سے (حق اللہ) ہے تو در گزر فرما کہ اس صورت میں ہماری خوشنودی کا باعث ہوگا اور اگر انہوں نے آپس میں زیادتیاں کی ہیں تو ان کے درمیان اصلاح فرما اور میرے خمس کا حصہ بھی ان کو دیدے تاکہ راضی ہو جائیں اور ان کو بہشت میں داخل فرما اور جہنم کی آگ سے نجات

(۱)۔ بحار الانوار، ج۱۵، ص۱۴۴۔

دیدے اور ان کو اور ہمارے دشمنوں کو اپنے عذاب و غضب میں جمع نہ فرمانا۔[1]

یقینی طور پر امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تمام شیعوں - جو کہ ان کے معنوی فرزند ہیں - پر نظر عنایت ہے جسکی بہت ساری مثالیں معصومین علیہم السلام کی روایات میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں:

"ہم تمہاری خوشی میں خوش اور تمہارے غم میں غمگین ہوتے ہیں"۔[2]

آٹھویں امام علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی بیمار نہیں پڑتا مگر یہ کہ ہم بھی ان کی بیماری میں بیمار ہوتے ہیں، اور غمگین نہیں ہوتے مگر یہ کہ ہم بھی ان کے غم میں محزون ہوتے ہیں، اور خوش نہیں ہوتے مگر یہ کہ ہم بھی ان کی خوشی میں شاد و فرحاں ہوتے ہیں"۔

ذہن نشین رہے کہ ہم اس بات سے لوگوں کو گناہوں کی طرف راغب کرنے کا رجحان پیدا نہیں کر رہے ہیں، کیونکہ شیعوں کے گناہ حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو رنجیدہ اور آزردہ خاطر کرتے ہیں لیکن یہ سامنے کی بات مدِّ نظر رہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے تمام اصحاب سلمانؓ وابو ذرؓ و مقدادؓ کے ہم پلّہ نہ تھے، امام صادق علیہ السلام کے دوست اور شاگرد زرارہؒ وہشام بن حکمؒ کی طرح نہ تھے، کیونکہ آئمہ

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۳۰۲، جنۃ المأوی، حکایت ۵۵۔

(۲)۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۱۴۰-۱۴۱۔

کرام علیہم السلام کے چاہنے والوں میں اطاعت گزار اور معصیت شعار افراد بھی تھے؛ عادل بھی تھے اور فاسق بھی تو کیا ائمہ اطہار علیہم السلام نے اپنے ان دوستوں اور ارادتمندوں کو جو گناہ و معصیت کرتے رہتے تھے چھوڑ دیا تھا؟؟!! یا ان پر شمشیر کشی کی تھی؟!! حتمی طور پر اس کا جواب منفی ہی ہوگا۔

حتیٰ کے بعض روایات ایک جہت سے شیعیان و محبّینِ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو بقیہ آئمہ علیہم السلام پر ترجیح دیتی نظر آتی ہیں کیونکہ وہ لوگ آئمہ علیہم السلام کی موجودگی میں زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے وجود مبارک سے ظاہری طور پر استفادہ کر سکتے تھے اور وہ ان سے سوال و جواب حاصل کر سکتے تھے، آئمہ علیہم السلام کی زیارت ان کے لیے موجود تھی لیکن اِس دورِ غیبت میں شیعہ اُس بچے کی طرح ہیں جس کا مہربان اور دلسوز باپ مسافرت پر چلا گیا ہو اور اس کا سایۂ عطوفت اس کے سر پر نہ ہو۔

سید حلّاوی [1] نے اپنے ایک قصیدے میں شیعوں کی مشکلات اور ان کے رنج وغم اور مصائب و تکلیف کی شکایت امام عصر ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے، اس قصیدے کو کئی ایک مجالس میں پڑھا گیا، نجف اشرف کے ایک بزرگ جن کو حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں مشرف ہونے کا موقع ملا ان سے حضرتؑ نے فرمایا کہ سید سے کہو:

---

(۱)۔ سید حیدر بن سید سلیمان حِلّی (۱۲۴۶-۱۳۰۴) تاریخ شیعیت کے برجستہ ترین شعرا میں شمار کئے جاتے ہیں۔

" سید! اتنا میرے دل کو نہ تڑپاؤ.... یہ کام میرے بس میں نہیں ہے خدا کے ہاتھوں میں ہے دعا کرتے رہو تا کہ اللہ میرے ظہور میں آسانیاں پیدا کر دے "۔ (۱)

نتیجہ یہ کہ ہمیں وجودِ مقدس حضرت مہدی پر اِتّہام بازی سے گریز اور ان کی غیر واقعی اور سخت گیر تصویر لوگوں کے ذہن میں ترسیم کرنے سے بچنا چاہیئے اور ان کے دوستوں اور دنیا کے عدالت پسند لوگوں کو ان کے ظہور سے ڈرانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

انسانی شیطنت کے ذریعہ، لوگوں کے درمیان ظہورِ امامؑ کے سلسلے میں خوف وہراس کا ماحول پیدا کرنا بالکل ویسے ہی ہے جیسے کوئی اوباش اور غنڈہ گرد گروہ کسی خاندان کے جوان کو فریب دیتے ہوئے دھوکے سے اس کے خاندان سے دور کر کے غلط راستوں کا راہی بنادے اور جب کبھی یہ جوان اپنے خاندان کی طرف واپس پلٹنا بھی چاہے تو اس سے کہا جائے کہ: "اگر تم واپس جاؤ گے تو تمہارا باپ تم کو مارے پیٹے گا اور ممکن ہے کہ قتل بھی کر دے"۔

انسانی شیاطین نے بشریت کو مستقیماً اپنے پدرِ معنوی کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے سے محروم کر دیا ہے اور اس خیال سے کہ کہیں کوئی انسان واپس پلٹ نہ آئے اس کو شمشیر سے خوفزدہ کرتے رہتے ہیں۔

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۳۳۱-۳۳۶۔

بہت بڑا درد

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بشر کی ہدایت کے لیے مامور کئے گئے مگر اس کے مقابل میں انسانوں نے ان سفیرانِ نور کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ بعض کو آرے سے دو نیم کر دیا! بعض کو زندہ ہی آگ میں جلا دیا! بعض کا مظلومانہ طریقے سے سر قلم کر دیا! کچھ کو مجنون و ساحر کا نام دے ڈالا! اور باقی کو جھٹلا دیا اور سوائے مؤمنین کی اقلیت کے ان پر ایمان لانے والا کوئی نہ تھا۔

شیعوں کے مظلوم و معصوم گیارہ آئمہ علیہم السلام کو بھی حاکمانِ جور و ستم نے یکے بعد دیگرے مظلومانہ و غریبانہ طور پر شہید کر دیا۔

اب عالم بشریت کے سامنے صرف ایک ہی سہارا ہے فقط ایک ہی منجی انسانوں کے لیے باقی بچا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ راہِ نجات کا ہے ہی نہیں ہے اسلیے چاہیئے کہ روئے زمین پر باقی اس ذخیرۂ الٰہی کی - جو وارثِ کمالاتِ انبیاء و اولیاءِ الٰہی اور ان کا خلاصہ بھی ہے - پناہ حاصل کریں اور اس عظیم امام کی بارگاہِ مقدس سے - کہ جو ہادی و مہدی ہے - اپنے آپ کو متمسّک کر لیں۔

ایک بہت بڑا درد شیعہ معاشرے کا یہ ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ وہ غیبتِ امام سے بے حس ہوتی جا رہی ہے اور اس کی اہمیت کو عادتاً اختیار کر رکھا ہے بہت سے لوگ تو یہ

گمان کرتے ہیں کہ غیبتِ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور اس کا جاری رہنا حتمی مقدّر ہے اور مخالفین و موافقین کے کردار سے اصل غیبت اور اس کے طولانی ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس بنیادی نکتے کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے کہ خداوند عالم نے انسان کو مختار اور خیر و شر کے درمیان فیصلہ کرنے والی قوت کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ثواب و عقاب بے معنی ہوتا اور بہشت و جہنم، حساب و کتاب کا مرحلہ عبث اور بے کار ہوتا، گناہگاروں کا مؤاخذہ نہ ہوتا، ان سے باز پرس نہ کی جاتی اور انھیں سزا نہ ملتی اور نیک عمل والے انعام واِکرام اور ثواب کے مستحق نہ قرار پاتے؛اسی لیے اللہ نے انسان کو انبیاء علیہم السّلام کی دعوت قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا ہے اسی وجہ سے انبیاء ورُسل صرف بشارت اور تنبیہ سے کام لیتے تھے، ائمہ معصومین علیہم السّلام بھی ایسے ہی ہیں بلکہ ہم تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر انبیاء علیہم السّلام دعوتِ الٰہی کے اِبلاغ اور لوگوں تک جاکر پیغام الٰہی پہنچانے پر مامور تھے تو یہ مرحلہ ائمہ علیہم السّلام کے معاملے میں بالکل برعکس ہے؛اور خود لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ہدایت کے لیے ائمہ علیہم السّلام کی بارگاہ میں حاضری دیں۔

تیسری فصل

نجات کی راہیں

ہمارے رہبران کرام علیہم السلام سے جو روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں امام کو "کعبہ" کی طرح بتایا گیا ہے۔ لوگ بیتِ الٰہی کی زیارت کے لیے سفر کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور جان و دل سے خانۂ حق کے گِرداگِرد طواف کرتے ہیں مگر کبھی کعبہ کسی کی زیارت کے لیے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا۔

اگر خداوند تبارک و تعالیٰ اور ہمارے معصوم رہبران کرام علیہم السلام نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے شہادت پر فائز ہونے یا غیبتِ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بارے میں ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی جو کچھ بھی بتایا ہے کہ لوگ ان کے ساتھ کیا کریں گے یا کیسا پیش آنے والا ہے تو اس کے معنی ہرگز یہ نہیں ہوتے کہ ہم جَبر کے قائل ہو جائیں اور یہ تصور کرنے لگیں کہ حتماً ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ شاید یہ ممکن ہے کہ ان مطالب کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہو کہ لوگ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اور ان حوادث کے پیش آنے سے پہلے ہی اپنے اشتباہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اپنے غلط برتاؤ سے پلٹ آئیں یہ بالکل اسی طرح سے ہے جیسے کوئی مہربان باپ اپنے فرزند کو نصیحت کرتا ہے اور اس کو منحرف دوستوں کے ساتھ ہمنشینی کے نقصانات اور غلط راستوں کے انتخاب اور ملحد مکتبۂ فکر سے آشنائی کے برے نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ بعض افراد یہ گمان کرتے ہیں کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اللہ کے حتمی فیصلے کی بنیاد پر لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہوئے ہیں اور جب تک خدا چاہے گا وہ پسِ پردہ ہی رہیں گے اور اس درمیان ہم اپنے فردی وظائف پر عمل کر سکتے ہیں بعض افراد کچھ اس طرح کہتے نظر آتے ہیں: "جناب! جب خدا چاہے گا وہ تشریف لے آئیں

گے اور دنیا کی اصلاح فرمادیں گے اور بعض دیگر افراد اس طرح کہتے ہیں: "ابھی دنیا آمدہ نہیں ہے اور ان کے لیے زمین ہموار نہیں ہے اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کسی وقت تشریف لائیں گے"۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں جو آپؑ کی عمرِ شریف کے آخری ایّام میں وارد ہوئی ہے، آپؑ اپنے ایک صحابی سے خطاب کرتے ہوئے اور اس کو لوگوں پر پڑنے والی مشکلات سے ہشیار کرتے ہوئے سترّویں ہجری کو مصیبتوں کے خاتمے اور آسانیاں فراہم ہوجانے والا سال قرار دیا۔

اسی لیے امام باقر علیہ السلام کے زمانے میں ابو حمزہ ثمالیؒ نے امامؑ سے عرض کیا: مولا! حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ سترّویں سال میں آسانیاں پیدا ہوجائیں گی تو کیوں یہ آسانیاں فراہم نہ ہوسکیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگ اپنے زمانے کے امام کی طرف متوجہ ہوجاتے تو اسی سال یہ امر اپنی اصلی منزل تک یعنی امام کی امامت تک پلٹ آتا مگر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے تنہا رہ جانے اور ان کی کربلا میں شہادت واقع ہوجانے کی بنا پر ایک سو چالیس ہجری تک کے لیے یہ امر مؤخر کردیا گیا۔

وہ تمام وجوہات کہ جس سے بشریت نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑی الٰہی نعمت سے محروم کرلیا وہ بہت زیادہ ہیں جس کا احصاء اس مقام پر ممکن نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ اس بہت بڑی مصیبت و محرومیت کا نقطۂ آغاز حضرت علی علیہ السلام کی خلافت و جانشینی کے بارے میں حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو فراموش کرنے اور بابِ علمِ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بند کرنے اور خانۂ سیدہ فاطمہ زھرا سلام اللہ علیہا پر آتش باری کرنے سے ہوتا ہے۔ یہی وہ مصیبت ہے کہ جس کا تاوان بشریت ابھی تک دے رہی ہے اور اس کا تازیانہ برداشت کرتی چلی آرہی ہے، یہ صحیح ہے کہ بعض گروہ نے ریاست طلبی کی لالچ میں اور زعم قدرت میں آکر سقیفہ کا کوڑے دان کھول دیا اور جس جس نے اس امر میں سکوت کیا وہ بھی امیر المومنین علیہ السلام کی خانہ نشینی اور آپ کی زوجۂ محترمہ کی شہادت میں برابر کا شریک ہے۔

اس طرح بشریّت "غصبِ خلافت" کے ساتھ بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہوگئی۔

اسی لیے زیارت عاشورہ- جو کہ برائت شیعہ کا منشور ہے- میں دسیوں بار محمد وآلِ محمد علیہم السلام کے حقوق کو غصب کرنے- جو کہ حقیقت میں عالم بشریت کے حق میں بہت بڑا ظلم ہے- والوں سے بیزاری ونفرین کی دعوت دی گئی ہے۔

اگر آئمہ اطہار علیہم السلام یکے بعد دیگرے حاکمانِ جَور کے ہاتھوں مظلومانہ و غریبانہ طور پر شہید ہوتے رہے اور حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف بھی طاغوتوں اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے تو یہ حتمی تقدیر الٰہی کی بنا پر نہیں ہے بلکہ خود لوگوں کے انتخابِ نظر کی وجہ سے ہے۔

ایک روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ کا حتمی فیصلہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی کو نعمت عطا کرے تو جب تک گناہ سرزد نہ ہو جو سلب نعمت کا باعث بنتا ہے تب تک نعمت سلب نہیں کرتا۔ (۱)

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر خدا کسی پر اپنا غضب نازل کرتا ہے تو ہم کو (اہل بیتؑ) ان کے درمیان سے نکال دیتا ہے۔

وہ چیز جو نہیں ہونی چاہیے تھی وہی ہوئی اور انسانیت نے ایک بہت بڑی نعمت الٰہی کو اپنے ہی ہاتھوں سے زائل کر دیا اور یہ خود ساختہ محرومیت آج تک چلی آرہی ہے۔

اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس مشکل سے نکلنے کا کیا راستہ ہے؟ کیسے اپنی ہی لائی ہوئی محرومیت سے نجات حاصل کر کے زمانۂ غیبت کے اندھیرے راستے سے نکل کر ظہور کی نورانی دنیا تک پہنچ جائیں؟

کیسے حیات واقعی کو واپس لایا جائے؟ کیا ممکن ہے کہ ایک ہزار چار سو سالہ اس زخم پر مرہم رکھ کر اس کا علاج کیا جائے؟

جب ایسے حالات ہیں تو بہترین راستہ یہی ہے کہ خاندان وحی علیہم السلام کے نورانی کلمات اور منجیٔ عالم کے یگانہ پیغامات کی طرف رجوع کیا جائے، خوش قسمتی اور لطف پروردگار سے ہمارے مہربان اور دلسوز آئمہ علیہم السلام نے صدرِ اسلام سے اور خاص

(۱)۔ تفسیر عیاشی، ج۲، سورہ رعد، آیہ ۱۱۔

طور پر امام زمانہ ارواحنا فداہ نے شروعِ غیبت سے واضح طور پر راہ نجات کو مشخص کر دیا ہے اور چونکہ ہدایت امام کی ذمہ داری ہے لہٰذا امام نے راہنمائی سے دریغ ہرگز نہیں کیا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ان قوانین پر عمل ہی اس بابِ علم کے مسدود زمانے اور خود ساختہ محرومیت میں راہِ نجات اور سعادت کا ضامن ہے اور اسی میں ہماری دنیاو آخرت کی عزت ہے اور عاقبت بہ خیر ہونے کی شرط اولین اور الٰہی صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کا ذریعہ ہے کیونکہ روحِ تشیع اپنے امامؑ کی بے چون وچرا اطاعت ہی سے عبارت ہے۔

بخشش کے اشارے نجات کے راستے

ظہور میں تعجیل کے اسباب اور حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے وصال کے راستوں کو اگر پہچاننا ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم حضرتؑ سے وارد توقیعات، رؤیائے صادقہ، مکاشفاتِ رحمانی اور جن لوگوں نے اس ولیٔ خدا کے محضرِ مبارک میں شرفِ باریابی پائی ہے ان کے بارے میں غور و فکر کریں جب ہم ایسا کریں گے تو رہنمائی کے تین راستے اس امام ہُمام کے سلسلے میں قابل توجہ ہوں گے۔

(۱) غیبتِ صغریٰ کے ایّام۔

(۲) خطوط کے صدور کا زمانہ؛ شیخ مفیدؒ کو خطاب کرتے ہوئے۔

(۳) خطوط کا صدور اُس وقت سے اِس زمانے تک۔

غیبت صغریٰ میں امام زمانہ کے ارشادات

امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف زمانۂ غیبت کے اپنے دوسرے وکیل محمد بن عثمان رحمتہ اللہ علیہ کے توسط سے تمام شیعوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ظہور کے لیے زیادہ سے زیادہ دعا کرو کہ اسی میں تمہاری آسانیاں اور بھلائی ہے"۔(۱)

امامؑ کے اس فرمان میں دو اہم نِکات موجود ہیں:

(۱) کثرتِ دعا: یعنی کم دعا پر اور کچھ وقت تک اکتفا نہ کیا جائے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے آنے کے منتظر افراد ان کے انتظام سے دل ملول نہیں ہوتے اور ظہور کی تمنا سے گھبراتے نہیں ہیں۔

(۲) تمام امور میں آسانیاں اور کشادگی صرف اور صرف امام عصر علیہ السلام کے آنے ہی سے وابستہ ہے۔

کتاب شریف مکیال المکارم میں ہے:

(۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۴۸۵ (باب ۴۵، ح ۳)۔ احتجاج، ج ۲، ص ۴۹۹۔ بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۸۱-۱۸۲۔

جس وقت اسلامی ممالک پر کفّار مسلط تھے اور لوگ شدید غم و آلام میں زندگی گزار رہے تھے ایک باایمان و پارسا عورت نے ایک بزرگ عالم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے تھے:

"اگر مؤمن اپنی نماز کے بعد-اسی طرح کہ جب مریض یا مقروض یا کسی دوسری مصیبت سے دوچار شخص مشکلات سے نجات کے لیے رورو کر دعا کرتا ہے- اپنے مولا کے ظہور کے لیے ان کی حفاظت کے لیے دعا کرے، اس طرح کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ کے فراق نے اس کو رنجیدہ خاطر اور غمگین اور اس کے دل کو شکستہ اور اس کے حالات کو پریشان کردیا ہے تو یہ دعا ایسے حالات میں دو امر کا موجب ہوگی:

یا تو امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جلد ظہور کریں گے یا دعا کرنے والے مؤمن کے غم و آلام بر طرف ہو جائیں گے، پریشانیوں اور فتنوں سے نجات مل جائے گی اور خوشحالی واپس آجائے گی"۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام، احمد بن اسحاق قمیؒ سے فرماتے ہیں:

"خدا قسم! میرے فرزند کے لیے ایسی غیبت ہوگی کہ جس میں کوئی بھی ہلاکت ونابودی سے نجات نہیں پا سکتا مگر وہ شخص کہ جس کو خدا عقیدۂ امامت پر ثابت قدم رکھے اور جسکو ظہور کے لیے دعا کرنے کی توفیق ملے"۔ (۱)

اگر غیبتِ صغریٰ کے زمانے میں امام علیہ السلام کی فرامین وفرمائشات پر عمل کرلیا جاتا تو حتمی طور پر اس اپنی ہی لائی ہوئی محرومیت سے نجات اور رہائی مل چکی ہوتی لیکن ہائے افسوس!! آپ کے بتائے ہوئے راستے پر عمل نہ کیا گیا اور اس طرح غیبت اور طولانی ہوتی چلی گئی۔

نیز اگر ہم امام زمانہ علیہ السلام کے شیخ مفیدؒ کو لکھے ہوئے خطوط پر عمل پیرا ہو جاتے تو نجات کا سرمایہ حاصل ہو جاتا اور دیدار کی سعادت میں تاخیر نہ ہوتی لیکن افسوس صد افسوس!! ابھی تک شیعہ - جیسا ہونا چاہیئے - افراد نے ان راستوں پر عمل نہیں کیا اور نجات کے اس واحد راستے جو امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت پر یقین اور ان کے ظہور میں جلدی سے حاصل ہو سکتا تھا اس پر عمل نہیں کیا۔

شیخ مفیدؒ کو حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خطوط

یہ خط غیبت کبریٰ کے شروعاتی دور میں شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد نعمان مفید رحمتہ اللہ علیہ - جو کہ تاریخِ شیعیت کے عظیم فقہاء میں شمار ہوتے ہیں - کو حاصل ہوا، قابل توجہ بات یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے اُس خط میں اس مقدارِ غیبت (یعنی ۹۰ سال سے شیخ مفیدؒ کے

(۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۸۴، باب ۳۸، ح ۱۔

زمانے کو) بھی تاخیر کا نام دیا ہے اور لوگوں کو بیدار کرنے کے لیے چند اہم نِکات کی یاد دہانی کروائی ہے، چونکہ یہ خط بہت طولانی ہے اس لیے ہم اس کے کچھ ٹکڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

"۔۔۔اگر ہمارے شیعہ -خدا ان کو اپنی اطاعت کی توفیق کرامت فرمائے- ایک دل، ایک عہد ہو کر ہم سے وفا پر اجتماع کر لیتے تو ہماری اور ان کی ملاقات میں تاخیر نہ ہوتی اور دیدار کی سعادت اور مشاہدے کی معرفت حاصل ہو جاتی اور جلد ہی ہمارے دیدار سے شرفیاب ہو جاتے وہ چیز کہ جس نے ہم کو ان سے دور کر رکھا ہے (اور جو غیبت کے طولانی ہونے کا سبب بنا ہے) وہ گناہ اور خطائیں ہیں جو ان سے سرزد ہوتی رہتی ہیں جب کہ ہم ان سے ایسے انتظار کی توقع نہیں رکھتے"۔ (۱)

خط کے اس ٹکڑے میں دو اہم نِکات قابل توجہ ہیں:

(۱) امام زمانہ علیہ السلام کی فرمانبرداری میں لوگوں کے دلوں میں وفاداری کی بہ نسبت ناچاقی و اختلاف پایا جانا۔

(۲) شیعوں کا مرتکبِ گناہ ہونا۔

---

(۱)۔ بحار الانوار، ص ۱۵۳-۱۷۶۔

اس اہم نکتے کی یاد دہانی نہایت ضروری ہے کہ تمام گناہوں کا سر چشمہ آستان مقدس امام عصر کے سلسلے میں اپنے وظائف کو انجام نہ دینا ہے۔

یہ خط ۴۱۲ھ ہجری کے اواخر میں صادر ہوا اور آج ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک کونسا اجتماع اور کونسا اتحاد اپنے عہد کو وفا کرنے کے لیے ہوا ہے جس میں شیعوں نے اپنے پیشوا سے وفا کے لیے اجتماع کیا ہو یا جلسہ جلوس نکالا ہو؟

افسوس! ہماری کوتاہی اور پیمانِ الٰہی سے عدمِ وفا نے شیعوں کو اور دنیائے بشریت کو عظیم ترین نعمتِ الٰہی سے محروم کر دیا اور یہ غفلت کا سلسلہ ابھی تک چلا آرہا ہے جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے:

"غیبت کے زمانہ میں مجھ سے استفادہ کرنا سورج سے استفادہ کرنے کی طرح ہے کہ اس کو بھی بادل دیکھنے والوں سے پوشیدہ کر دیتا ہے"۔[1]

حضرتؑ کے اس فرمانِ مبارک کی روشنی میں خورشید کی غیبت کے سبب کو بادلوں کے درمیان تلاش کرنا چاہیئے ورنہ آفتاب اپنی ماہیت کے اعتبار سے ہمیشہ قابل رؤیت رہتا ہے، خورشیدِ امامت کا وجود بھی سر تا پا لطف و رحمت ہے؛ یہ لوگ ہیں کہ جو ان کی الٰہی حکومت کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کرتے اور گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ان کے وجود نازنین کو اپنی غفلت و معصیت کے سیاہ پردے کے پیچھے پوشیدہ کر دیتے ہیں۔

---

(۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۴۸۵ (باب ۴۵، ح ۴)۔ بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۸۱۔

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں:

"غیبت امام عصرؑ کی وجہ کو اللہ یا خود آپ کی طرف سے تصور نہیں کرنا چاہیئے"۔

شیخ طوسیؒ آگے فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

"چونکہ حق کے نابود ہونے اور لوگوں کا ان کی طرف تسلیم و مطیع نہ ہونے کا خوف ہی باعثِ غیبت ہے لہٰذا جس وقت یہ سبب زائل ہو جائے گا اور لوگ ان کی اطاعت کی طرف مائل اور ان کے سامنے تسلیم ہوجائیں گے تو ظہور واجب ہو جائے گا"۔[۱]

خواجہ نصیر الدین طوسیؒ کا اس حقیقت کی وضاحت میں بڑا ہی مشہور جملہ ہے:

"**وُجُودُهٗ لُطْفٌ وَ تَصَرُّفُهٗ لُطْفٌ آخَرُ وَعَدَمُهُ مِنّا**"[۲]؛ وجودِ امامؑ لطفِ پروردگار ہے اور اس کا لوگوں کی ہدایت کرنا ایک اور لطفِ الٰہی ہے اور اس کا نہ ہونا ہماری طرف سے ہے۔

ان تمام تعبیرات کے لیے فصل الخطاب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا عرش نشین کلام ہے جس میں لوگوں کے سکوت اور عملی بے حسی کی مذمت کی گئی ہے جسکی وجہ سے امیر المومنین علیہ السلام کو خانہ نشین ہونا پڑا تھا۔

---

(۱)۔ بحار الانوار ۵۲:۹۲، ح۷۔

(۲)۔ بحار الانوار ۵۲:۹۲، ح۷۔

آپ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

"مَثَلُ الإِمامِ مَثَلُ الکَعبَةِ، إِذْ تُؤتیٰ وَلَا تَأْتیٰ" ۔[1]، امام کعبے کی طرح ہے، اس کی طرف جایا جاتا ہے وہ کسی کی طرف نہیں آتا۔

امام زمانہ ارواحنافداہ بشریت کے کعبۂ مقصود ہیں بشریت کو چاہیئے کہ اپنی دنیا و آخرت کی سعادت کے لیے ان کے آستانہ کی طرف متوجہ ہو اور پروانہ وار آپؑ کے وجودِ شریف کے گرداگرد طواف کرے کیا حقیقت میں کوئی راستہ بشریت کی کامیابی کے لیے بچا ہے سوائے خدا کے مطیع ہونے اور فرمان الٰہی کے سامنے گردن جھکانے اور اہل بیت علیہم السّلام کی طرف واپس آنے کے؟

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۳۵۳۔

غَیبت میں غُربت

جیسا کہ شیخ مفیدؒ کے خط میں امامؑ نے دردِ دل بیان فرمایا ہے، لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ غیبت صغریٰ میں امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک پہنچانے والے راستوں کو عملی شکل نہیں دی گئی اور آج تک نہیں دی جارہی ہے جس کی وجہ سے اس بزرگوار پر غم واندوہ، حزن وآلام میں دن بہ دن روز بہ روز زیادہ سے زیادہ اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ احساس تنہائی و مظلومیت و غربت اور دوسروں کی طرف سے سوء غفلت اور اس حجت خداوندی کی طرف سے شیعوں کی عدمِ معرفت نے بقول امام ہشتم علیہ السلام ساکنان زمین و آسمان کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر گریہ کرنے کو آمادہ کر دیا۔[1] سچ ہے کہ کئی ائمہ معصومین علیہم السلام اس بزرگوار کی ولادت سے دسیوں اور شاید کہ سو سال پہلے ہی سے آپ کی غربت و مظلومیت اور غیبت کے طولانی ہونے پر گریہ کناں رہے ہیں۔

(۱)۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: "ایک بہت بڑے فتنے کا واقع ہونا حتمی ہو چکا ہے جس میں ہر مطمئن اور صاحب وثوق شخص بھی ڈگمگا سکتا ہے یہ فتنہ اس وقت سامنے آئے گا جب شیعہ اثنا عشری اپنے تیسری حجت اور امام کو جو میرے فرزندوں میں سے ہوگا (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی نسل سے تیسرے فرزند) گم کر دیں گے جس پر اہل آسمان و زمین گریہ کریں گے"۔ روایت کا باقی حصہ اس ماخذ سے مطالعہ کریں۔ کمال الدین۔ ۲۔ ۳۷۰۔ غیبت شیخ طوسی۔ ۲۸۳۔

امام صادق علیہ السلام کو دیکھا گیا کہ خاک پر بیٹھے اس طرح گریہ فرما رہے تھے جیسے کسی ماں کا کوئی بچہ گم ہو گیا ہو چہرے پر اشک رواں تھے اور اس طرح زمزمہ فرما رہے تھے:

"اے میرے عزیز: آپ کی غیبت نے میری آنکھوں سے نیند چھین لی ہے اور میرے دل کو پریشان کر دیا ہے اور میرے دل کے سکون کو ختم کر دیا ہے. اے میرے عزیز: آپ کی غیبت سے میرے وجود پر ایک جانکاہ مصیبت آن پڑی ہے جس سے رہائی ملنا مشکل ہے"۔ (۱)

کیا آپ جانتے ہیں کہ روایات معصومین علیہم السلام میں شیعوں اور محبان اہل بیت علیہم السلام کو موعود آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کی دعا کے لیے تشویق دلائی گئی ہے ؟ غیبت کبریٰ کے اس گیارہ سو سالہ طویل دور میں ظلم و ستم، گناہ و بدعت دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں اور ہر وہ خون جو ناحق بہایا جا رہا ہے اور ہر وہ آنسو جو کسی یتیم کی آنکھوں سے نکل رہا ہے یا مظلوم کی آنکھوں سے بہہ رہا ہے ہر وہ آہ جو کسی دردمند کے دل سے نکل رہی ہے سب کے سب اس بزرگوار کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے قلبِ محزون کو اور زیادہ آزردہ کرتی ہیں، کیا ایسا نہیں ہے ؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آخری حجتِ الٰہی کے مصائب و مظلومیت اور آپ کی خون فشانی اہل بیت علیہم السلام کے تمام غموں سے زیادہ ہیں ؟

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج۵۱، ص۲۱۹۔ کمال الدین: ۳۵۳۔

بیت الحزن میں بیٹھی اس بزرگوار کی مادر گرامی کے رنج و آلام اور گریہ:

رحلتِ پیغمبر عظیم الشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر چہ کہ بڑے جگر خراش و جگر سوز ہیں مگر تین مہینوں سے زیادہ نہیں!! امیر المومنین علیہ السلام کی غربت و خانہ نشینی کا دورانیہ ربع قرن تک تھا!! عاشورا کا خون بار واقعہ جو عالم ہستی کا سخت ترین مصائب تھا وہ بھی ایک محدود وقت میں واقع ہوا!! باب الحوائج حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی قید و بند والی زندگی زیادہ سے زیادہ ۲۱ سال تحریر ہے!! مگر آج بھی جبکہ امام عصر ارواحنا فداہ کی ولادت کو کئی سال گزر رہے ہیں اور روئے زمین پر پایا جانے والا یہ توانا ترین اور دلیر ترین انسان اب تک زندانِ غیبت میں سر پٹخ رہا ہے۔ کیا صبر ہے! کیسی استقامت اور کیا طاقت ہے! کتنا طولانی اور دردناک انتظار ہے!!۔

ایسا بارہا دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی خاندان یا کسی خانوادے کا کوئی ایک فرد کسی بھی مشکل میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کی امداد کے لیے اس کی قوم والے یا اس کے شناسا قدم قدم پر اس کی مدد کے لیے تیار ملتے ہیں اس کے لیے پریشانیاں اٹھاتے ہیں، دوڑ دھوپ کرتے ہیں اپنا رتبہ و شان و شوکت فراموش کر جاتے ہیں صرف اس لیے کہ اس کو مصیبت سے رہا کیا جائے۔

مگر کیا شیعہ معارف و اعتقاد کی تعلیم یہ نہیں ہے کہ ہمارے زمانے کے امام عج جان و دل اور ماں باپ فرزند اور عزیزوں سے زیادہ عزیز تر ہیں ؟ کیا زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم نہیں پڑھتے :

"بِأَبِي أَنتُم وَ أُمِّي وَ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمَالِي" میرے ماں باپ جان و گھر اور ہمارا تمام خاندان آپ اہل بیت پر قربان ہو جائے۔

تو آئیے گناہوں کے ترک کر دینے کا عہد کریں اور حضرت کے ظہور کے لیے دعا کر کے غیبت کے زندان کا قفل توڑ دیں اور اپنی جان سے زیادہ عزیز مولا کو اپنی ہی لائی ہوئی مصیبت سے رہائی دلوائیں۔

بارہا دیکھا گیا ہے کہ کسی گھرانے کا کوئی بچہ یا کوئی مسافر گھر لوٹنے میں ذرا سی دیر کرتا ہے تو رشتے دار و عزیز و اقارب پریشان و مضطرب ہو جاتے ہیں اور اس خوف سے کہ خدانخواستہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو اس کی تلاش و جستجو میں نکل پڑتے ہیں۔ ذرا دیر رک کر غور فرمائیں کہ آخری حجتِ خدا کے ظہور میں تاخیر ہونے پر ہم اور شیعہ معاشرہ کس حد تک مضطرب و پریشان ہو کر ان کو تلاش کرنے کے لیے اور ان پر غور و فکر کرنے کے لیے سامنے آیا ہے ؟

ہم دیکھتے اور سنتے چلے آرہے ہیں کہ اگر کسی گھرانے کا کوئی فرد بغیر کسی جرم و گناہ کے مظلومانہ طریقے سے قتل کر دیا جاتا ہے تو اس کے گھر والے جلد از جلد قاتل

سے قصاص لینے کے علاوہ کسی چیز پر راضی نہیں ہوتے تا کہ کسی صورت سے تھوڑا سا سکون مل جائے۔

اگر یہی ناحق بہنے والا خون "ثار اللہ "یعنی خونِ خدا و جگر گوشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دامنِ سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا اور اہل بہشت کے جوانوں کے سردار اور اس کے فرزندوں وعزیزوں، ان کے اولیاء و اہل بیت عصمت وطہارت کا خون ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

کیا ہم دعائے ندبہ میں نہیں پڑھتے کہ ہمارے آقا حجتہ ابن الحسن عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف شہید کربلا کے خون کے طلبگار اور آپؑ کے خون ناحق کا بدلہ لینے والے اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے خون کا انتقام لینے والے ہیں؟؟۔

علامہ امینیؒ کے بیانات میں ہے کہ جب گھر کا دروازہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے پہلو پر گرا تو آپ نے بلکتے ہوئے آواز دی!!"میرے بچے!!... مہدی!!"

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ لکڑیاں کہ جس کے ذریعہ ہماری جدۂ ماجدہ صدیقۂ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے گھر پر آگ لگائی گئی تھی اس کی باقی ماندہ لکڑیاں ہمارے پاس ہیں جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک چلی آرہی ہیں یہاں تک کہ وہ ہمارے قائم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ہاتھ تک پہنچ جائیں گی۔ (۱)

---

(۱)۔ شرح دعائے سمات، شیخ علی اکبر نہاندی، ص ۱۹۲۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارے شیعوں پر ہمارے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ ہر نماز واجب کے بعد ہاتھوں کو بلند کر کے تین مرتبہ کہیں:

يَا رَبِّ مُحَمَّدٍ عَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ
يَارَبِّ مُحَمَّدٍ اِحْفَظْ غَيْبَةَ مُحَمَّدٍ
يَا رَبِّ مُحَمَّدٍ اِنْتَقِمْ لِابْنَةِ مُحَمَّدٍ (۱)

دعبل خزاعی جو کہ تاریخ شیعیت کے بڑے شجاع اور نام آور شاعر تھے انہوں نے امام رضا علیہ السلام کے سامنے اپنا تائیہ قصیدہ (یعنی تا پر ختم ہونے والا بیت) پڑھا جب وہ اس بیت پر پہنچے:

وَقبرٌ بِبَغْدَادٍ لِنَفْسٍ زَكِيَّةٍ
تَضَمَّنَهَا الرَّحْمٰنُ بِالْغُرُفاتِ

آل محمد علیہم السلام میں سے ایک کی قبر بغداد میں ہے جو شریف النفس پاکیزہ انسان (امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام) کی ہے خدائے رحمان نے ان کو جنت میں جگہ عنایت فرمائی ہے۔

(۱)۔ صحیفۂ مہدیۃ، ص ۱۹۵۔

امام رضاعلیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

کیا تم پسند کرو گے میں اس جگہ پر تمہارے قصیدے میں دو بیت اور ملحق کردوں جس سے تمہارا شعر مکمل ہوجائے؟

دعبل نے کہا: بیشک یاابن رسول اللہ۔

امام علیہ السلام نے اس طرح ارشاد فرمایا:

وَقَبرٌ بِطُوسٍ، يَا لَهَا مِن مُصِيبَةٍ
تَوَقَّدَ فِي الأَحشَاءِ بِالحَرَقَاتِ
إِلىٰ الحَشرِ حَتّىٰ يَبعثَ اللهُ قَائِماً
يُفَرِّجُ عَنَّا الهَمَّ وَالكُرُبَاتِ

ایک قبر شہر طوس میں بھی ہے اور وہ کتنی مصیبت زدہ ہے ایسی مصیبت کہ جو آدمی کے اندر آگ لگا دے اور اس وقت تک ہے کہ جب تک اللہ ہم آئمہ میں سے ہمارے قائم کو بھیج دے جو ہمارے غم واندہ کو ہم سے ختم کر دے گا۔(۱)

(۱)۔ عیون اخبار الرضاعلیہ السلام:۲:۲٦۷۔

یہ روایت بتاتی ہے کہ حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں جلدی حضرت امام رضا علیہ السلام کے لیے کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔

زیارت ناحیہ مقدس میں امام عصرؑ حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"میرے غریب جدّ! اگر روز گار زمانہ نے مجھ کو دنیا میں دیر سے بھیجا اور دست تقدیر نے مجھ کو آپ کی مدد سے دور رکھا، جو لوگ آپ سے بر سر جنگ تھے ان پر میں تلوار نہ چلا سکا، جو آپ سے دشمنی رکھتے تھے ان سے میں جنگ نہ کر پایا (تو اس افسوس میں) آپ پر صبح و شام گریہ کرتا ہوں اور اشک کے بجائے خون کے آنسو روتا ہوں"۔[1]

آج کئی سال کربلا کا جانسوز واقعہ گزرے ہو گیا مگر آج بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندوں کی مصیبت و شہادت اور آنحضرت کے حرم کی قید و بند و اسیری اور خاص طور پر بانوئے صبر و شجاعت حضرت زینب کبری سلام اللہ علیہا کی اسیری ہمارے مولا کی آنکھوں سے اشک و خون جاری کرتی رہتی ہے۔ جب ہمارا ولی نعمت اپنے آپ کو حضرت سید الشہداء علیہ السلام پر نوحہ خواں و گریہ کناں رہتا ہے تو ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟

---

(۱)۔ صحیفۂ مہدیہ، ص ۵۸۴۔

کیا ہمیں نہیں چاہیئے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے آنسوؤں اور گریئے کے خاتمے کے لیے کچھ کریں؟ کیا ہمیں نہیں چاہیئے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کریں تاکہ قاتلان و دشمنان آلِ محمد علیہم السلام سے انتقام لیا جاسکے؟

صاحب مکیال المکارم تحریر فرماتے ہیں:

"ہمارے مولا حضرت صاحب الزمان اَرواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کی دعا میں گرچہ اتنا زیادہ ثواب نہ بھی ہو تو اس کی فضیلت و شرافت - اگرچہ کہ اسمیں بے شمار ثواب ہے - کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے خون کا انتقام جو ہر مؤمن کا وظیفہ ہے یہ آنحضرت کے توسط سے پورا ہو گا جن کے حضرت سید الشہداء علیہ السلام حقیقی والد ہیں"۔ (۱)

(۱)۔ ترجمۂ مکیال المکارم، ج ۱، ص ۵۳۰۔

امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مظلومیت خود آپؑ کی زبانی

مرحوم حاجی شیخ محمد جعفر جوادی عالم کشف و شہود میں حضرت بقیۃ اللہ ارواحنافداہ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تو آپؑ کو غمگین پایا حال کا استفسار کرنے پر ارشاد فرما:

"میرا دل خون ہو رہا ہے! میرا دل خون ہو رہا ہے"....![1]

مرحوم حاجی محمد علی فشندی فرماتے ہیں:

"میں اپنی زوجہ کے ساتھ قم آیا ہوا تھا اور مسجد جمکران میں بیٹھا ہوا اعمال انجام دے رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ شخص صحن میں داخل ہو رہا ہے اور مسجد کی طرف جا رہا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ نورانی چہرہ سید اس گرمی کے زمانے میں گرم ہوا کی وجہ سے تھکا ہوا اور پیاسہ ہوگا یہ سوچ کر پانی کا پیالہ ان کے ہاتھوں میں دیا، پانی پینے کے بعد جب پیالہ مجھے واپس دیا تو میں نے ان سے کہا: جناب آپ دعا فرمائیں اور خدا سے دعا کریں کہ امام زمانہ ارواحنافداہ کے لیے آسانیاں فراہم کرے تاکہ ظہور کا وقت نزدیک ہو جائے تو وہ فرمانے لگے:

"ہمارے شیعہ ہمیں پانی پینے کے برابر بھی نہیں چاہتے! اگر وہ چاہتے تو میرے لیے دعا کرتے تاکہ ہمارے ظہور کا وقت آن پہنچتا"۔[2]

---

(۱)۔ صحیفۂ مہدیہ، ص ۵۲۔

(۲)۔ شیفتگان حضرت مہدی (عج)، ج۱، ص ۱۵۵۔

نجف کے علماء میں سے ایک متقی وبرجستہ عالم کربلائے معلیٰ تشریف لے گئے اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرمِ مطہر میں حضرت مہدی ارواحنا فداہ کی زیارت سے مشرف ہوئے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے ان سے فرمایا:

"ادھر دیکھو! کہ (میرے غریب جد کی ضریح کے کنارے اوراس کے طلائی گنبد کے نیچے) جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ کوئی بھی میری طرف متوجہ نہیں ہے اور میرے ظہور کے لیے دعا نہیں کررہا ہے"۔

پھر آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے تصرفِ ولایتی فرما کر اس عالم ربانی کو لوگوں کی خواہشات وحاجات کی طرف متوجہ کیا جس میں ہر شخص اپنے لیے اپنی خاص ضرورت کے لیے دعا کررہا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"سنا تم نے؟ ان زائرین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو کہہ رہا ہو پروردگار مہدیؑ کے ظہور میں تعجیل فرما"!۔(۱)

---

(۱)۔ مجلۂ موعود ش، ۱۳، مقالۂ آفاقی ہاشمی تژاد۔

شمیم ظہور

ایک شخص جو گاڑی کی ٹکر میں دونوں پیروں سے مفلوج ہو گیا تھا اور شفایابی کے لیے اس نے مسجد مقدس جمکران میں امام زمانہ ارواحنافداہ سے توسل کیا تھا وہ بیان کرتا ہے:

"ناگاہ میں نے دیکھا کہ مسجد (جمکران) نور اور خوشبو سے معمور ہو گئی میں نے جب اپنے اطراف میں دیکھا تو پایا کہ مولا امیر المومنین علیہ السلام حضرت سید الشہداء علیہ السلام قمر بنی ہاشم علیہ السلام اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف موجود ہیں، ان کو دیکھ کر میرے ہوش و حواس جاتے رہے میں سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اچانک میرے مولا امام زمانہ ارواحنافداہ نے میری طرف نگاہ کی جس سے مجھے سکون ملا پھر آپ نے فرمایا:

"تم ٹھیک ہو گئے ہو جاؤ اور دوسروں سے کہو کہ میرے ظہور کے لیے دعا کریں کہ ظہور انشاء اللہ نزدیک ہے"۔

یہ واقعہ ۱۴۱۴/ ہجری کے محرم میں پیش آیا، ایک بزرگ عالم کے فرزند نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا اور عالمِ خواب میں اپنے باپ کی معیّت میں مولا بقیۃ اللہ ارواحنافداہ کے محضر مبارک میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اس نے سوال و جواب کے ضمن میں امام علیہ السلام سے دریافت کیا:

"اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ کے ظہورِ موفور السرور کا وقت آن پہنچا ہے؟ تاکہ دیکھنے والوں کی آنکھیں آپ کے جمال و ظہور سے منور ہو جائیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

"علائم ظہور میں سے چند حتمی علامتیں ہی باقی بچی ہیں اور ممکن ہے کہ وہ بھی کچھ مدت میں پوری ہو جائیں لیکن ان ایام میں تم پر واجب ہے کہ ظہور کے لیے دعا کرتے رہو۔ (۱)

(۱)۔ شیفتگان حضرت مہدی (عج)، ج۱، ص ۸۴-۱۸۵۔

شیعہ معاشرے پر خاص عنایتیں

حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقدس وجود سے ساری کائنات رزق پا رہی ہے اور انھیں کی وجہ سے زمین و آسمان اپنی جگہ پر باقی ہیں[۱] حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر زمین ایک لمحے کے لیے بھی حجت خدا سے خالی ہو جائے تو اس پر رہنے والے تباہ و برباد ہو جائیں گے"۔[۲]

ان تمام خاص عنایات کے ساتھ وہ پیشوائے غائب شیعہ معاشرے میں۔ جیسا کہ شیخ مفیدؒ کے نام خط سے ظاہر ہے۔ کائنات کے تمام شیعوں پر عظیم و عظیم تر وظیفہ عائد کرتا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"ہم تمہارے حالات سے بے خبر نہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو تم پر مصائب و مشکلات ٹوٹ پڑتے اور دشمن تم کو چیر پھاڑ ڈالتے"۔[۳]

اسی طرح یہ بھی حضرتؑ سے منقول ہے:

---

(۱)۔ بِيُمْنِهِ رُزِقَ الْوَرَى وَبِوُجُودِهِ ثَبَتَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ - مفاتیح الجنان، دعائے عدیلہ۔

(۲)۔ بحار الانوار، ج۵۱، ص۱۱۳۔

(۳)۔ احتجاج، ج۲، ص۲۳۳۔

" اگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم تمہارے امور میں اصلاح کرتے اور تم پر لطف و نوازش کی نظر رکھتے تو تمہارے ناپسندیدہ اعمال کی بنیاد پر تم سے توجہ والتفات کی نظر سے بچتے"۔ [۱]

کیا ان تمام لطف واحسان و بزرگواری سے آگاہی اور شیعہ معاشرے پر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی یہ عنایت آدمی کے اندر احساس شرمندگی پیدا نہیں کرتی؟ کیا ہمیں نہیں چاہیئے کہ اپنی بے وفائیوں اور نامہربانیوں اور اپنے امامِ مہربان کے سلسلے میں اپنی جفاؤں کے جبران کے لیے آمادہ ہوجائیں؟

اس بحث کے خاتمے پر اس نکتے کی یاد آوری ضروری ہے کہ اگر ظہور میں جلدی کے لیے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے تو خدانخواستہ یہ تصور پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف لوگوں کی دعاؤں کے "محتاج" ہیں۔

کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ خدائے تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کا ہرگز محتاج نہیں ہے اس لیے قرآن میں ارشاد ہے:

" اگر تم اور روئے زمین کے سارے لوگ کافر ہو جائیں (تب بھی) خداوند سب سے بے نیاز ہے"۔ [۲]

---

(۱)۔ بحار الانوار ۵۳:۱۷۹۔

(۲)۔ سورہ ابراہیم (۱۴):۹۔

اسی طرح یہ پاک خاندان بھی خلقِ خدا سے بے نیاز ہے جیسا کہ حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا ضرورت مند نہیں ہے"۔ (۱)

برسبیل مثال اگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام لوگوں کو ناکثین و قاسطین و مارقین سے جہاد کے لیے آمادہ کرتے ہیں یا پھر حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام صحرائے کربلا میں "ھل من ناصر ینصرنی" کی صدا بلند کرتے ہیں یا امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اپنے ظہور میں جلدی کے لیے دعا کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ برگزیدگان و عزیزان الٰہی لوگوں کے محتاج ہیں بلکہ یہ تو ان کی مہربانی ولطف و کرم ہے جو وہ لوگوں کو ہدایت و کمال تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کہ جیسے شہدائے کربلا نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدد کرکے بارگاہ خداوندی میں وہ مقام حاصل کرلیا جس پر دوسروں کو حسرت و غبطہ ہوتا ہے۔

حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ایک توقیع میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ تم میں کا ایک گروہ دین میں ارتداد پیدا کر رہا ہے اور اپنے اولیاء کی نسبت اپنے دل میں شک و حیرت پیدا کر رہا ہے یہ ہمارے غم کا باعث ہے البتہ یہ تمہاری ہی خاطر ہے نہ کہ میرے لیے کیونکہ خداوند ہمارے ساتھ ہے اور اس کے ہوتے ہوئے ہم کسی اور کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ حق

(۱)۔ منتخب الأثر، ص۳۰۹۔

ہمارے ساتھ ہے اس بنا پر اگر کوئی ہم کو چھوڑ جاتا ہے تو یہ ہرگز ہماری وحشت و پریشانی کا باعث نہ ہوگا۔ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور لوگ ہمارے بنائے ہوئے ہیں۔ (۱)

(۱)۔ ترجمہ مکیال المکارم، ج۱، ص ۸۲، بہ نقل از احتجاج، ج۲، ص۲۷۸۔

چوتھی فصل

کیا کرنا چاہیئے

جس وقت مسجد النبی بنائی گئی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ یا لوگوں کو وعظ کرتے وقت خرمے کے اُس تنے سے ٹیک لگا کر محوِ گفتگو ہوتے تھے جو صحنِ مسجد میں باقی رہ گیا تھا غرض جب مسجد میں افراد کی تعداد زیادہ ہونے لگی تو اصحاب نے مشورہ کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک منبر بنایا جائے تا کہ سبھی اپنے مہربان پیشوا کا دیدار کر سکیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اجازت مرحمت فرمادی، لکڑی کا ایک منبر دو پلّے اور ایک عرشے کے ساتھ بنا دیا گیا۔

جب پہلا جمعہ آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے درمیان سے گزرتے اس کھجور کے ستون کو پیچھے چھوڑتے منبر کی طرف روانہ ہو گئے ابھی عرشۂ منبر پر بیٹھے ہی تھے کہ یکبارگی اس خشک ستون سے رونے کی ایسی صدا بلند ہوئی جیسے کوئی عورت اپنے مردہ بچے پر روتی ہے، ستون کے اس دلخراش گریے سے لوگوں میں بھی نالہ وشیون کی آواز بلند ہونے لگی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے آئے ستون کو اپنے بغل میں لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھرایا اور فرمایا:

" ناراض نہ ہو! پھر منبر کی طرف تشریف لائے اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" اے لوگو! یہ خشک لکڑی خدا کے رسول سے اظہار محبت اور اشتیاق کا اظہار کر رہی ہے اور اس دوری سے رنجیدہ ہو رہی ہے، مگر بعض لوگ پرواہ ہی نہیں

کرتے کہ مجھ سے نزدیک ہوں یا دور ہوں اگر میں اس کو بغلگیر نہ کرتا اور اس پر اپنا ہاتھ نہ پھیر تا تو قیامت تک اس کا گریہ نہ رکتا"۔[1]

مقام فکر ہے کہ ایک خشک درخت لمحوں کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوا تو اس کی صدائے گریہ بلند ہونے لگی جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کر رہا تھا، ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا دیدار نہیں کر پا رہے اور ان سے دور بھی ہیں پھر بھی اپنی روز مرہ کی زندگی میں سرگرم ہیں؟ ہر شخص اور ہر چیز یاد ہے سوائے اپنے زمانے کے امام کے!!

سید کریم محمودی موچی، ایسے خوشبخت افراد میں شامل ہیں جن کو خدا کے ولیٔ غائب کے دیدار کی سعادت و توفیق ملی ہوئی تھی وہ اپنے امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے اپنے حقیر سے حجرے میں ملاقات کرتے تھے، لکھا ہے کہ ایک روز امام ارواحنا فداہ نے اس مردِ سعادتمند سے فرمایا:

" سید کریم! اگر کوئی ایک ہفتہ ایسا گذر جائے جس میں تم مجھ کو نہ دیکھ پاؤ تو تم کیا کرو گے؟ سید کریم نے جواب دیا: آقا جان، میں مر جاؤں گا! حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ نے ارشاد فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تم سے ملنے نہ آتا"۔

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج۱۷، ص۳۲۷-۳۲۶۔

ساری چیزوں کو درکنار کیجئے اگر حقیقت میں یہی کیفیت صرف بعض (سب کی نہیں) کی ہو جائے اور آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے فراق و ہجر میں ان کے دوستوں کا ایک گروہ محزون و بے قرار ہو جائے تو کیا ہم ان کے ظہور کو حاصل نہیں کر پائیں گے؟

ہماری کہانی تو ایک چھوٹی سی کہانی ہے جس نے اپنے باپ کو کھو دیا ہے۔ ہم ایک چھوٹے سے بچے کی طرح ہیں جس کی فکری بلوغت ابھی اس حد تک آئی ہی نہیں جو سمجھ سکے کہ ہم کتنی بڑی مصیبت و محرومیت میں گرفتار ہو چکے ہیں مگر جو بزرگ ہیں اور مصیبت کی گہرائی و گیرائی کو سمجھتے ہیں وہ اس کے لیے اظہار دلسوزی کرتے ہیں جیسا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیان ہے:

"اپنے باپ کو کھو دینے سے زیادہ سخت یتیمی، وہ یتیمی ہے جو اپنے امام سے منقطع ہو جائے اور اس تک پہنچنے کا امکان بھی نہ ہو"۔ (۱)

بعض اخباروں میں ایک کالم "اپنوں کے متلاشی" کے نام سے موجود ہوتا ہے جس میں اگر کوئی شخص کسی حادثے کی بنا پر اپنے ماں باپ یا اپنے رشتہ داروں سے دور ہو جاتا ہے تو اس کے ذریعہ سے خبر دیتا ہے اور اس میں اپنی کہانی تحریر کرتا ہے، اپنی تصویر اور پیغام نشر کرتا ہے انعام کا اعلان کرتا ہے اپنا رابطہ نمبر بھی بتاتا ہے اور اخبار پڑھنے والوں سے عاجزی کے ساتھ گذارش کرتا ہے کہ اگر اس کے متعلقین کی کوئی خبر

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۲، ص ۲۔

کسی کو معلوم ہو جائے تو اس کو آگاہ کریں۔ ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو دیکھنے کا اس حد تک عاشق ہو؟ ان کو دیکھنے اور ان کے محضر مقدس کو تلاش کرنے کا کوئی معیار بنایا ہو؟

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"کوئی بھی بندہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ میں اس کے نزدیک خود سے زیادہ محبوب ہوں اور میری عترت کو اپنی عترت میرے خاندان کو اپنے خاندان سے اور میری جان کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھے"۔ [۱]

اگر ہمارا بچہ اسکول سے آنے میں تھوڑا سا تاخیر کر دے تو ہم کیا کرتے ہیں؟ یوں ہی اپنی جگہ نہیں بیٹھے رہتے! اس خوف سے کہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو سراسیمہ کوچہ و بازار میں اس کو تلاش کرتے ہیں؟

ہم میں سے کون ہے جس نے امام کے ظہور پر کبھی اتنی سنجیدگی سے غور کیا ہو؟ امام سے دوری نے کتنے دلوں کو دردمند اور سوچنے پر مجبور کیا ہے؟

شیعہ معاشرے میں کتنے لوگ امام کی غیبت کو درد اور مصیبت و تکلیف سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس درد کا علاج کیا جائے، آپ نے کتنے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے اپنی آسائش گرچہ وقتی طور پر ہی کیوں نہ ہو اس مصیبت کا احساس کرتے ہوئے چھوڑا

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۲۷، ص ۸۶۔

ہو؟کسی کو جانتے ہیں کہ جس نے چاہے ایک ہی بار ہی سہی اپنی نیند اپنے کھانے پینے کو تج دیا ہو؟

اگر ہمارے ہاتھ میں ایک سوالنامہ دے کر کہا جائے کہ اپنی ضرورتوں کو ترتیب وار تحریر کریں تو کتنے پر سنٹ لوگ ہوں گے جو اپنی پہلی ضرورت کو امام کی غیبت تحریر کریں گے؟

اگر ابھی آسمان سے کوئی فرشتہ نازل ہو اور کہے:" میں تمہاری کسی بھی ایک ضرورت کو حتماً پوری کر دوں گا تو ہم میں سے کون ایسا ہو گا جو اپنی اہم ترین ضرورت یعنی ظہور امام عصر علیہ السلام کا تذکرہ کرے گا؟" زیارتی سفر اور استجابت دعا کے اوقات میں ،اس وقت کہ جب دل ٹوٹا ہوا ہو اشک جاری ہوں ہم میں سے کتنی تعداد میں لوگ اپنی دعا میں اولیت امام کے ظہور کو قرار دیتے ہیں"؟

حقیقی معنوں میں امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقام ہماری زندگی میں ہے؟ متن میں یا حاشیے میں؟ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے بعض کی زندگی میں آقا روحی فداہ کے حضور کا لمس حاشیے میں بھی نہیں ہے۔

اگر کوئی ایک بار ہم کو یا آپ کو اپنے گھر پہ دعوت دے اور اپنے دسترخوان پر بیٹھائے اور اصطلاح میں اگر نمکخوار کر دے تو ہم ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ اس کی اس محبت کی حتی الامکان تلافی کریں تو پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک پوری عمر ہم اپنے گھر

والوں عزیز و اقرباء اپنے وطن والوں اپنے ساتھیوں بلکہ تمام مخلوقات خدا کے ساتھ بیٹھ کر امام کے خوان کرم سے روٹیاں توڑتے ہیں لیکن نمکخواری کا حق ادا نہیں کرتے؟

مقامِ افسوس ہے کہ شیعوں کے بعض جوانوں کی معلومات دینی رہنماؤں سے زیادہ کھلاڑیوں، فلمی دنیا سے تعلق رکھنے والوں اور خارجی و داخلی امور کے بارے میں زیادہ ہوتی ہے اور اصلاً ہماری فردی اور اجتماعی زندگی امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے خالی ہوتی ہے۔

بارہویں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی زندگی کے گوشوں کے بارے میں اکثر شیعوں کی معلومات مبہم اور بہت کم ہوتی ہیں ان پر امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت و ظہور کا فلسفہ صحیح معنوں میں واضح ہی نہیں ہے مگر بقیہ گیارہ آئمہ علیہم السلام کے بارے میں کتنی زیادہ معلومات ہے؟

اگر چند سال تک بارش نہ ہو اور خشک سالی کسانوں اور کھیتی کرنے والوں کی کمر توڑ دے تو ہم سر و پا برہنہ بیابان میں دل شکستہ نماز استسقاء پڑھتے ہیں اگر چہ بارش کا تھوڑا ہی احتمال کیوں ہو۔ کیا ہمارے لیے شائستہ نہیں کہ بارہ سو سالہ غیبت میں جو کہ حقیقت میں معنوی خشک سالی اور دیانت کے قحط کا دور ہے جس میں دنیا و آخرت کی سعادت سے محرومی ہمارا نصیب بن گئی ہے۔ جس میں دین کی پاسبانی ویسے ہی مشکل امر ہے جیسے ہتھیلی پر آگ کا رکھنا تو کیا ہمیں طلب ظہور اور تعجیل فرج کی نماز کے لیے دشت و صحراء کی راہ نہ لینی چاہیئے؟ یہ وہی کام ہے جس کو بنی اسرائیل نے انجام دیا اور جواب حاصل کیا ان کے بزرگ و جوان، عورت و بچے بیابان میں گئے اور فرعونیوں سے رہائی

کے لیے پروردگار سے نجات کا پروانہ مانگا تو پروردگار نے بھی ان کو ایک سو ستر سالہ عذاب سے نجات دے دیا۔

ہم اپنے دنیوی و شخصی امور میں ہمیشہ دست بہ دعا رہتے ہیں گرچہ اس کی قبولیت کا احتمال ضعیف تر ہی کیوں نہ ہو لیکن ظہور کے وقت کی نزدیکی اور اس فرج کے قریب ہونے کے لیے بہت کم دعا کرتے ہیں جبکہ تمام آئمہ معصومین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ دعا کی تاثیر ظہور کے زمانے کی نزدیکی میں بہت زیادہ ہے۔

زیارتی سفر اور توسّلات میں بھی ہمارا امام غریب ہے، کیا اب تک ایسا ہوا ہے کہ ہم نے مفاتیح الجنان کھولا ہو اور زیارت حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو پڑھا ہو اور اس کے فِقرات پر غور کیا ہو؟ اگر عتبات عالیہ کی زیارت کے لیے سفر کرتے ہیں تو کتنے دنوں تک سامرہ میں قیام کرتے ہیں؟

لوگوں کو چاہیئے کہ قُرب الٰہی تک پہنچنے اور دنیا و آخرت کی سعادت کے لیے اور الٰہی عذاب سے اپنے آپ کو نجات دینے کے لیے درِ اہل بیت علیہم السلام کی طرف رجوع کریں اگر ایسا نہیں کریں گے تو خود پر ہی ظلم کریں گے اور اپنے ہاتھوں سے دنیا و آخرت کی ہلاکت کے اسباب فراہم کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

توبہ، آج کی ضرورت

تاریخ کے سینوں میں اتر کر اس کا عمیق نگاہی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے انسان کو غور و فکر کرنا چاہیئے اور بشر کو اپنے کیے پر توبہ کرنا چاہیئے اور ان سب کے درمیان شیعوں پر توبہ کی زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کیونکہ بشریت کی سعادت کا نقشہ انھیں کے ہاتھوں میں ہے دوسرے لفظوں میں اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ غیبت کے قفل کی کلید شیعوں کے ہاتھ میں ہے۔

ظہورِ امام عصر سے متعلق روایات میں وارد ہوا ہے کہ: جس وقت اہل بدر (۳۱۳) کی تعداد میں جانثار مہیار ہوجائیں گے امامؑ پر قیام کرنا واجب ہوجائے گا۔[۱]

کیا دورِ حاضر میں کُرۂ زمین پر موجود چھ ارب سے زیادہ افراد میں سے تین سو تیرہ بھی ایسے نہیں ہیں جن میں مندرجہ بالا شروط پائی جاتی ہوں؟

غیبت کی شروعات سے لے کر اب تک کم از کم شیعہ تاریخ کا کوئی ایک مقطع ایسا ہوتا جس کا کوئی طبقہ اس کی فکر میں پڑتا اور عزمِ راسخ کے ساتھ اور اُس روایت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اپنے اندر ایسا معیار ایجاد کرتا جس سے ظہورِ مبارک امام عصر کے لیے نقشہ فراہم ہوتا تاکہ اس قدر غیبت کا دورانیہ طول نہ کھنچتا اور جان

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۴۹۔ اسی طرح امام جواد علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: جس وقت بھی ۳۱۳ لوگ اہل اخلاص میں سے کامل آمادگی کے ساتھ تیار رہیں گے خداوند حضرت مہدی علیہ السلام کو ظاہر فرمادے گا (مکیال المکارم، ج ۱، ص ۱۳۸)۔

سے زیادہ عزیز امامؑ کی بارہ سو سالہ تنہائی کا دورانیہ ختم ہو جاتا اور دنیا کے لوگوں کے حالات شیعوں کے توسط سے ایسے نہ ہوتے جیسا کہ آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں؟ اس سوال کے مخاطب شیعہ معاشرے کی آنے والی نسلیں بھی ہیں؛ جب کہ بہر صورت ہم میں سے ہر ایک اس تلخ حقیقت کی طرف متوجہ رہے اور تفکر و تأمّل کرے اور اپنے آپ سے ہم سوال کریں کہ:

"امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے طولانی ہونے میں ہمارا کیا کردار ہے یا اس کے برعکس اس بزرگوار کے ظہور کے نزدیک ہونے میں ہمارا کیا عمل دَخل ہے؟ ہمارے مولا ہم سے کیسا انتظار چاہتے ہیں؟ ہم کس طرح اس زمانے میں اپنے امام کی نصرت کر سکتے ہیں؟"

ہماری شرمساری کے لیے یہی بہت ہے کہ ہمارے زمانے کا امامؑ ہمیشہ ہمیں یاد کرتا ہے جبکہ ہم اس کے وجود سے غافل ہیں، ہم اس آسمانی رہبر کے ظہور کے لیے چشم براہ ہیں تو وہ بزرگوار بھی ہمارے خواب غفلت سے بیدار ہونے کے منتظر ہیں۔

کیا ابھی تک وہ وقت آن نہیں پہنچا کہ ہم یقین کریں کہ ہم کو نجات دینے والا پیشوا زندہ ہے؟ کیا یہ وقت نہیں ہے کہ ہم خود بھی یقین کریں اور اس یقین کو دوسروں تک بھی پہنچائیں کہ اپنے محبوب کے آستانے میں پناہ لینے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے؟

یقیناً ہم سبھی کو یقین کرنا چاہیئے کہ ہم سب اُن کے روبرو ہیں اور ہمارا وہ مہربان پیشوا ہم سے زیادہ ہمارے قریب ہے۔ یقین جانیے کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہم کو ہم سے بہتر

طور پر پہنچانتے ہیں جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں ان کی نگاہوں کے سامنے ہے ہر وہ بات جو ہماری زبان سے نکلتی ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو سنیں وہ بات حضرت کی سماعت پر دستک دے جاتی ہے، کیاان کے ہی اباء واجداد نے ارشاد نہیں فرمایاہے ؟!!:

اگر تم اپنے لبوں کو اپنے گھروں کے اندر بھی جنبش دیتے ہو تو ہم تمہارے مطلب کو سمجھ لیتے ہیں۔ (۱)

ہم معتقد ہیں کہ ہمارے اعمال کا صحیفہ ہر ہفتہ امامؑ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور امامؑ اس کو دیکھتے ہیں؛ مگر افسوس کہ یہ یقین ہم کو ارتکابِ گناہ سے باز نہیں رکھتا؟ آپ کو خدا کی قسم ہے !اگر کوئی چھوٹا بچہ ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہو تو کیا ہم اپنے کردار و رفتار کی پرواہ نہیں کرتے ؟ کیا اپنے کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے ؟ یہ کیا اور کیسی جسارت ہے !! جو ہم گناہوں کو اس شاہد و ناظرِ الٰہی کے روبرو بڑی بے حیائی سے انجام دے جاتے ہیں ؟ ہم انھیں نہیں دیکھتے اور پہچانتے بھی نہیں ؛ لیکن وہ تو ہمیں دیکھتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور ہمارے اعمال و احوال کی خبر بھی رکھتے ہیں۔ اگر سچ میں ہم امام زمان عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے دنیا میں حضور پر یقین کرتے ہیں اور ہر شعبے میں اپنے آپ کو ان کے سامنے حاضر پاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ ہمارے اعمال سے آگاہ ہیں تو کیا پھر بھی ہم گناہ وہ لغزش و خطا کا ارتکاب کریں گے ؟

---

(۱)۔ اس روایت اور اس تعبیر سے مشابہ روایت کو بارہا صاحب مکیال المکارم نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔

یقین جانیں ! اس عالم ہست و بود میں جتنی نعمتیں، فضیلتیں اور کمالات ہیں وہ سب ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے قدوم میمنت لزوم ہی کی بدولت ہیں اور عالم وجود کی ہر چیز انہیں کے فیض عام کا کرشمہ ہے۔

یقیناً شیطان آخر الزمان کے شیعوں کی کمین گاہ میں ہے تاکہ ان کو بھی آدم و حوا علیہا السلام کی طرح بہشت سے نکال دے۔ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی شیطان کے جال میں پھنس کر بہشتِ امامت سے خارج ہو جائیں ۔ مؤمن کبھی ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جا سکتا۔ (۱)

(۱)۔امام صادق علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بہشت کی آرزو کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ابھی بھی بہشت میں ہو" خدا سے دعا کرو کہ تم کو بہشت سے باہر نہ کرے "لوگوں نے کہا: ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں ہم تو دنیا میں ہیں (ابھی تو بہشت میں وارد ہی نہیں ہوئے) آپ نے فرمایا: کیا تم امامت کے معترف نہیں ہو؟ کہنے لگے: کیوں نہیں بالکل ہیں؟ پھر اپنے ارشاد فرمایا: بہشت یہی امامت ہے جو کوئی بھی اس کا اقرار کرے گا وہ بہشت میں ہے خدا سے دعا کرو تاکہ اس کو تم سے نہ چھینا جائے۔(بحار الانوار، ج ٦٨، ص ١٠٢۔)

آیئے اپنے امام ارواحنا فداہ کو تنہا نہ چھوڑیں

کربلائے غیبت میں کہیں امام زمان ارواحنا فداہ کی صدائے ھل مِن معین بے لبیک نہ رہ جائے خدانخواستہ کوفے کا شور و غلغلہ حجۃ ابن الحسن ارواحنا فداہ کی صدائے غربت کو ہمارے کانوں تک پہنچنے سے نہ روک دے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو تنہا چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم! تاریخِ عالم کا غم ہی ان کے لیے بہت ہے، امام علی علیہ السلام کا شگافتہ سر، حضرتِ زہرا سلام اللہ علیہا کا شکستہ پہلو، امام مجتبیٰ کے جگر کے ٹکڑے، شہیدِ نینوا علیہ السلام کا بر سرِ سناں بلند سر، زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی اسیری کا زخم کہ جس کا مداوا سوائے ظہور کے کچھ اور نہیں ہو سکتا؛ آپ کے قلبِ نازنین کو درد و غم سے تڑپانے کے لیے کافی ہے۔

مبارک ہو ان لوگوں کو جو اس وقت بھی اس خورشید کے محضرِ مبارک میں ہیں، ہم مہجوروں اور اس حجت خدا عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے درمیان سوائے ظالم دنیوی خواہشات کے کوئی حجاب نہیں؛ یہ غفلت و معصیت کے بادل ہیں جو ہماری نگاہوں سے آپ کے جمالِ خورشیدی کو چھپائے ہوئے ہیں۔

ہم بیٹھے غیبت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، ظہور کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں؛ جب کے کچھ ایسے بھی ہیں جو خاک سے اڑ کر بلندیوں کے بادل سے تعلقات پیدا کر کے حرکت کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ محو پرواز ہیں وہی ہیں جو خورشید کا نظارہ کرتے ہیں۔

کائنات کا ضمیر ظہور کی نزدیکی کی گواہی دے رہا ہے۔ "اللهَ اللهَ ---! لَا یَسْبِقَنَّکُمْ ---!" کہیں ایسا نہ ہو کوئی ہم سے پیش قدمی کر جائے! کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی عدالت طلب اور پاک فطرت اس آنے والے کے استقبال میں اور امام عصر ارواحنا فداہ کے ساتھ بیعت کرنے میں ہم سے پہلے، پہل کر جائے ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾!

سلسلۂ انبیاء علیہم السلام میں جنہوں نے یوسف زہرا علیہا السلام سے عشق و محبت کا جلدی اظہار کیا ان کے سینے پر "اولوالعزم" [1] کا تمغہ جگمگاتا نظر آیا۔

---

(۱)۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے: جس وقت اللہ نے اس کائنات کی خلقت سے پہلے عالمِ ارواح میں اپنی سلطنت کے پیغمبروں سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت اور ان کے جانشینوں کے سلسلے میں عہد و پیمان لینے کے بعد ارشاد فرمایا: ۔۔۔ مہدی وہی ہے کہ جس کے وسیلے سے میں اپنے دین کی نصرت کروں گا اپنی حکومت کو آشکار کروں گا اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور ہر ایک - چاہے دل سے یا با دل ناخواستہ - میرے سامنے سر تسلیم خم کردے گا۔ اولوالعزم پیغمبروں نے حضرت مہدی ارواحنا فداہ کے بارے میں اپنے قصد و ارادے کا فوراً اظہار کر دیا مگر آدم علیہ السلام نے نہ انکار کیا اور نہ اظہار کر پائے (کیونکہ وہ اس انسانوں کے منجی کی عظمت کو دیکھتے ہوئے سرور و شوق و خضوع و خشوع کی کیفیت میں پڑ گئے تھے اس لئے اظہار کرنے میں تھوڑی دیر کر گئے) اسی وجہ سے صاحب عزم ہونے سے محروم رہ گئے۔ کافی، ج ۲، ص ۸، (کتاب الایمان والکفر، باب آخر منہ ۳، ح ۱)۔ مزید وضاحت کے لئے رجوع فرمائیں: علل الشرائع: ۱۲۲ (باب ۱۰۱، ح ۱ و ۲)۔ تفسیر کنز الدقائق، ج ۶، ص ۳۲۶۔

کربلا کے بہتّر شہداء نے جب اپنے امامؑ کی صدائے "**ھل مِن ناصر ینصر نی**" پر لبیک کہا اور اس پر ثابت قدم رہے تو آج دیکھئے کیسی حسرت دلِ عالَم و آدم پر چھوڑ گئے ہیں۔

ابھی بھی فرصت باقی ہے؛ امام عصرؑ کی مدد کے لیے اور آپؑ کے انصار میں اپنے آپ کو شمار کرنے کے لیے، جلدی کریں اصحاب و انصار امامؑ کی گل چینی ہو رہی ہے۔

آیئے اپنے زمانے کے امامؑ کو دوبارہ پہچانیں!

شیعہ اعتقاد کی رُو سے واقعی کمال وسعادت اور حقیقی دینداری صرف اور صرف اہلبیت پیغمبر علیہم السلام کی معرفت کے راستے اور انھیں کے فرمان پر عمل کر کے حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی ستّر پیغمبروں کے برابر بھی عمل کرے مگر امیر المؤمنین علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد طاہرین علیہم السلام کی محبت اس میں نہیں تو اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے اسی طرح ہر زمانے کے امام کی معرفت جاہلیت کی موت سے نجات کا پروانہ ہے جیسا کہ شیعہ واہل تسنن کے درمیان یہ متواتر و مشہور حدیث موجود ہے:

"جو بھی اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مرے گا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی"۔ (۱)

اس حدیث سے ایک قابل توجہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ اگر کوئی موجودہ زمانے میں بقیہ گیارہ آئمہ علیہم السلام سے محبت اور ان کی معرفت رکھتا ہے مگر بارہویں کی نسبت کہیں معرفت واِرادت و محبت میں کوتاہی بَرتتا ہے تو بھی دنیا سے وقتِ رخصت اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

امامت چونکہ اصول دین میں ہے اور اس میں تقلید جائز نہیں ہے اس لیے ہر مکلّف پر واجب ہے کہ اپنے زمانے کے امام کو پہچاننے میں خود ہی کوشاں رہے تاکہ

(۱)۔ "مَن مَاتَ وَلَم یعرِف إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِیتَةً جَاهِلِیّةٍ" (کمال الدین، ج۲، ص۴۰۹۔)

جاہلیت کی موت سے نجات مل سکے اور قبر کی پہلی شب سے روز قیامت تک اپنے اعتقادات اور نعمت امامت کا جوابدہ ہو سکے۔

امام عصر ارواحنافداہ کی معرفت صرف ان کے نام و نَسب، تاریخ ولادت و جائے ولادت کو جاننا نہیں ہے۔ گرچہ اس وادی میں بھی عقلیں سرگرداں اور مفکرین متحیر ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک مکلف ہے کہ اپنی طاقت بھر محبت واطاعت و معرفت میں پیش قدمی کرے۔

ذرا کچھ دیر کو اس بیان پر غور کیجئے گا:

شیخ طوسیؒ و شیخ انصاریؒ جیسے سیکڑوں اَفاضل بھی امام زمان ارواحنافداہ کی ایک سانس کی قدر و قیمت کے برابر قیمت نہیں رکھتے۔[1]

امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی شخصیت کے اوصاف و کمالات اور ان کا مقام صحیح طور پر لوگوں کے درمیان واضح نہیں ہے اس لیے افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگوں کے ذہنوں میں امامؑ کی حقیقی قدر و منزلت روشن ہی نہیں ہے یہاں تک کہ بعض جوانوں اور نوجوانوں کے درمیان امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی شبیہ -- العیاذ باللہ- کسی مرجع تقلید سے تھوڑا بہت بڑھ کر ہے اور کچھ نہیں جبکہ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱)۔ مہدویت سے مخصوص مرکز میں علماء سے آیۃ اللہ وحید خراسانی کا خطاب، سال ۱۳۸۱ شمسی۔

"امام اپنے زمانے میں یگانۂ روز گار ہے کوئی بھی مقام و منزلت میں اس کے آس پاس بھی نہیں، کوئی عالم اس کی برابری نہیں کر سکتا اس کے جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا اس کی کوئی شبیہ و نظیر نہیں ہے"۔ (۱)

متعدّد روایات میں معصومین علیہم السلام کی طرف سے اس حقیقت پر مسلسل تاکید کی گئی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کا کسی کے ساتھ مقائسہ نہیں کیا جاسکتا اور اصولاً اس آسمانی خاندان کا مقائسہ دوسروں کے ساتھ جائز بھی نہیں ہے۔ (۲)

فرض کریں اگر کوئی امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عظمت کا دوسروں سے مقائسہ کرتے ہوئے ان کو کہکشاں سے تعبیر کرے اور دوسروں کو ذرّوں کی مانند گردانے یا امام علیہ السلام کو سمندر اور دوسروں کو قطرے سے تشبیہ دے، یا آپ کو خورشید کہے اور دوسروں کو شمع سے تمثل دے تو ایسا شخص بہر طور غلطی کر رہا ہے کیونکہ امامِ معصوم کسی بھی چیز اور کسی سے بھی قابل مقائسہ نہیں ہے۔

مرحوم آقائے الحاج حسین طباطبائی بروجردی عظیم مرجع تقلید کی زندگی کے ایّام میں کسی نے ایک روز بوقت دعا اس عظیم فقیہ کا نام امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقدس نام کے

(۱)۔ اصول کافی ۱:۲۰۰ (کتاب الحجۃ، باب نادر جامع فی فضل امام وصفاتہ ح۱)۔

(۲)۔ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۴۰۶ اور ج ۲۳-۱۱۷۔

ساتھ لے لیا جس کی وجہ سے یہ عظیم مرجع تقلید خفا ہو کر غصے اور ناراضگی کے ساتھ پکار اٹھے:

"کہو کہ خاموش ہو جائے! میں کون ہوں اور کیا ہوں کہ میرا نام امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقدس نام کے ساتھ لیا جائے؟!"

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ بعض افراد اور مختلف طبقات بعض فلسفی مباحث، مخصوص معاشرتی طرز فکر، سیاسی موضوعات، صوفی گری، عرفان بازی، کی بحثوں کو چھیڑ کر اور رنگارنگ اور متنوع کتابوں کو چھاپ کر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خدا تک پہنچنے کے راستے ہیں اور اس طرح جوانوں کو گمراہ کر کے شکوک و شبہات میں چھوڑ جاتے ہیں اور تمام چیزوں کو ان پر مشتبہ بنا دیتے ہیں؛ جبکہ آسمانی اور شیعی مکتبۂ فکر کے مطابق ہر زمانے میں "باب اللہ" صرف اور صرف اُس عصر اور زمانے کا امام ہے اور ہر راستہ سوائے ان کے اللہ اور اس کی رضا تک پہنچنے میں مَسدُود ہے۔[1] کیونکہ خدائے تبارک و تعالیٰ کے ارادے میں اس کی بارگاہ تک پہنچنے کا ذریعہ اہل بیت علیہم السلام ہیں، اور ہر وہ شخص جو اپنی خواہشات اور ہوائے نفس کی اتّباع کرتے ہوئے اپنے خود کے بنائے ہوئے راستے چلنا چاہے اور خاندان وحی سے کنارہ کش اور اپنے زمانے کے امام سے دور رہ کر خدا تک پہنچنا چاہتا ہے وہ گویا اوکھلی میں پانی کوٹ رہا ہے ایسا شخص نہ صرف

(۱)۔بِكُمْ يَسْلُكُ إِلَى الرِّضْوانِ، وَعَلَى مَنْ جَحَدَ وِلايَتَكُمْ غَضَبُ الرَّحْمٰنِ، (زیارت جامعہ کبیرہ)

یہ کہ خدا کے سامنے قابل اہمیت نہیں بلکہ غضبِ الٰہی اور قہر خداوندی سے بھی سزا پائے گا۔

کسی نے حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام سے دریافت کیا: اللہ کی معرفت کیا ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"یہی کہ ہر زمانے والے اپنے زمانے کے امام کو پہچانیں کہ اس کی اطاعت ان پر واجب ہے"۔ (۱)

بنی اسرائیل میں ایک خاندان ایسا تھا کہ جس میں کا کوئی شخص چالیس راتوں تک درگاہ خداوندی میں اگر دعا کرتا تھا تو اس کی حاجات ضرور پوری ہو جاتی تھیں، انھیں میں سے ایک کی چالیس راتوں کے بعد بھی دعا مستجاب نہیں ہوئی، وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور وجہ پوچھی، حضرت مسیح علی نبینا و آلہ و علیہ السلام اس کا سبب جاننے کے لیے درگاہ خداوندی میں متوسل ہوئے تو وحی آئی:

"اے عیسی! میرا بندہ مجھ تک اس دَر سے ہٹ کر آرہا تھا جو مجھ تک لاتا ہے، وہ مجھ کو اِس حالت میں یاد کر رہا تھا کہ تمہاری بہ نسبت اس کے دل میں شک تھا ایسی صورت میں اگر وہ مجھ کو بلاتا رہے یہاں تک کہ اس کی گردن ہی کیوں نہ

(۱)۔ بحار الانوار، ج۲۳، ص۸۳۔

ٹوٹ جائے اور انگلیاں بے جان پڑجائیں تب بھی میں اس کو جواب نہیں دوں گا"۔(۱)

اسی بنا پر ہم زیارت آل یاسین میں گیارہ آئمہ علیہم السلام کی ولایت و امامت کی قسم کھانے کے بعد الگ سے ایک خاص انداز میں امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولایت و امامت کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ حقیقت میں موجودہ زمانے میں صراط مستقیم، شاہراہ سعادت، کشتی نجات، امین الٰہی، آیت اللہ الأعظم، زمین پر جانشین و خلیفۂ خدا، وصی الٰہی، ولیٔ حق، حبیب پروردگار، حق مطلق، مخزن علوم الٰہی، وارثِ علم و کمالات انبیاء، راہِ خدا، دستِ خدا، چشم خدا، حجت خدا، نور خدا، وجہ خدا، وعدۂ خدا، سِرِّ خدا، حافظ اسرار الٰہی، امّت کا ملضاء و مأویٰ، واسطۂ فیض الٰہی، پرچم ہدایت، کلمۃ اللہ، حبل اللہ المتین، ولیٔ مؤمنین، ولیٔ امر، ولیٔ نعمت، امانِ زمین، صاحب زمان، حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنافداہ کا وجود مقدس ہے جیسا کہ ہم زیارت میں پڑھتے ہیں:

"اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا سَبيلَ اللهِ الَّذي مَنْ سَلَكَ غَيْرَهُ هَلَكَ"(۲)

سلام آپ پر اے راہِ الٰہی کہ جو بھی اس پر نہ چلا وہ ہلاک ہوا۔

مفاتیح الجنان میں موجود امام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی زیارت کے ایک حصّے میں آیا ہے:

(۱)۔ کافی، ج۲، ص۴۰۰ (کتاب الایمان والکفر، باب الشک، ح۹۔

(۲)۔ مفاتیح الجنان زیارت حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف، سردابِ مطہر میں اذن دخول کے وقت کی عبارت؛ بحار الانوار، ۱۰۲-۱۱۷۔

"اَشْهَدُ اَنَّ بِوِلایَتِكَ تُقْبَلُ الاَعْمالُ، وَتُزَكَّى الاَفْعالُ، وَتُضاعَفُ الْحَسَناتُ، وَتُمْحَى السَّيِّئاتُ، فَمَنْ جاءَ بِوِلايَتِكَ وَاعْتَرَفَ بِاِمامَتِكَ قُبِلَتْ اَعْمالُهُ وَصُدِّقَتْ اَقْوالُهُ وَتَضاعَفَتْ حَسَناتُهُ وَمُحِيَتْ سَيِّئاتُهُ، وَمَنْ عَدَلَ عَنْ وِلايَتِكَ وَجَهِلَ مَعْرِفَتَكَ وَاسْتَبْدَلَ بِكَ غَيْرَكَ كَبَّهُ اللهُ عَلى مَنْخَرِهِ فِي النّارِ، وَلَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ عَمَلاً وَلَمْ يُقِمْ لَهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ وَزْناً."

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی ولایت کی بدولت ہی اعمال قابل قبول ہوں گے اور اعمال پاکیزہ قرار پائیں گے اور نیکیوں میں اضافہ ہو گا اور برائیاں ختم کردی جائیں گی، ہر اس شخص کے اعمال و کردار قابل قبول ہیں جو آپ کی ولایت کا معتقد اور آپ کی امامت کا معترف ہے اس کی باتیں تصدیق یافتہ اس کی نیکیاں دو چند اور برائیاں نابود ہو جائیں گی اور جو بھی آپ کی ولایت سے سر پیچی اختیار کرے گا اور آپ کی معرفت سے جاہل رہے گا اور دوسری کو آپ کی جگہ جانے گا، خدا اس کو منہ کے بل جہنم کی آگ میں سرنگوں کر دے گا اور اس کے اعمال پروردگار قبول نہیں کرے گا اور روز قیامت میزان عمل میں اس کا کوئی وزن نہ ہو گا"۔(۱)

(۱)۔گزشتہ حوالہ۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے تمام وجود کے ساتھ درگاہ الٰہی میں معرفتِ خدا اور رسولؐ اور اس کی حجت کی معرفت کو طلب کریں اور خود کو معرفت و آگاہی کے انوار میں سر تا سر ڈوبو لیں، اگر ہم نے اس وجودِ نازنین کو اسی طرح پہچان لیا جو پہچاننے کا حق ہے اور اپنی الفت و محبت کا مرکز و محور اور اس ولئ خدا کے سلسلے میں اپنے وظائف کی عمل آوری میں غفلت نہ برتی تو وہی وہ وقت ہو گا جب انہیں ماں باپ اور بچوں سے زیادہ خود پر مہربان پائیں گے۔

اگر ابھی بھی ہم نے ایسی محبت کو اس جناب کے قدموں پر نچھاور نہ کیا تو یہ ہماری ناقص معرفت کا آئینہ ہے، ہم اپنے وظائف میں کوتاہی بَرت رہے ہیں کیونکہ ہم پہچانتے ہی نہیں اور ان کے ذریعے سے خالق و مخلوق کے درمیان رابطے کی جستجو ہی نہیں کرتے کیونکہ معرفت ہی نہیں رکھتے، اپنے امور کی انجام دہی میں ظاہری اسباب و عوامل سے دل لگاتے ہیں مگر اس وجودِ مبارک کو فراموش کر جاتے ہیں جو زمین و آسمان کے اتصال کا باعث ہے اسی وجہ سے دورانِ غیبت اس دعا کی تکرار پر تاکید کی گئی ہے۔

"أَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ..."[(۱)] میں خود سے مخاطب.... امامت کی الف و باء سے شروعات کروں!

---

(۱)۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی جناب زرارہؒ کو دعا تعلیم فرمائی جو عصر غیبت میں منتظرین کے ورد زبان رہے: اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ، فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ، لَمْ اَعْرِف نَبِيَّكَ؛ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ، فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ، لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ؛ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ، فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ، ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِي (کمال الدین، ۲: ۳۴۲)

تعجیلِ فرج کے لیے دعا

شیعہ معاشرے اور اس عظیم الشان شخصیت کو ماننے والوں کے درمیان سے غفلت کا خاتمہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ "امام زمانہ ارواحنافداہ کی غیبت؛ عادت و خصلت بنتی جارہی ہے جس کی بنا پر ہم اپنے زندہ و حاضر، شاہد و ناظر امام سے غافل ہوتے جارہے ہیں" ضرورت ہے کہ ہم لوگوں کو ہشیار اور اس عادت کو ختم کرنے کا علاج کریں۔

اگر ہم غیبت کے زمانے کو امام زمان ارواحنافداہ کے لیے قید خانہ تصور کرتے ہیں تو اس کو شیعہ معاشرے کے لیے - جو ان کے آسمانی وجود کو دیکھنے سے محروم ہے - ایک بہت بڑی الٰہی نعمت سے خود ساختہ محرومیت شمار کریں گے اور بغیر امام کے زندگی کو "جینا" نہ جانیں گے؛ پھر ایسی حالت میں اپنے دل کی گہرائیوں اور سوز جگر کے ساتھ آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کو اللہ سے طلب کریں گے کیونکہ ظہور میں اصلی مانع خود لوگوں کا آمادہ نہ ہونا ہے، اور شاید دنیا کے ظلم و جور سے بھر جانے کا مطلب بھی یہی ہے کہ لوگ ظلم و ستم سے گھبرا کر اپنے حقوق کی پامالی کی طرف متوجہ ہوں اور یہ سمجھیں کہ اس کی

خدایا! مجھے اپنی معرفت عطا فرما! کیوں کہ اگر تو نے مجھے اپنی معرفت عطا نہیں کی تو میں تیرے رسولؐ کو نہیں پہچان پاؤں گا، خدایا! مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما! اگر تو نے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا نہیں کی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا۔ خدایا! مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا کر! اگر تو نے اپنی حجت کی معرفت عطا نہیں کی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔

اصلاح کسی معمولی انسان کے ہاتھوں سے خارج ہے جس کی بنیاد پر انسان امام عصر ارواحنافداہ کے محبت و عطوفت بھرے دامن میں آجائے گا، البتہ یہ معرفت اور درگاہِ الٰہی میں ظہور کی درخواست "دعا" کی شکل میں جلوہ افروز ہوگی۔

دعا: "أقدرُ القادرین و فعّال ما یشاء" پروردگار کے رُوبرو پوری طرح سے عاجز و ناتواں بندوں کے اظہارِ عجز کا نام ہے اور درخواست و التجا ہے اس کی بارگاہِ بیکس پناہ میں، جہاں کہیں پر بھی ظہور و تعجیلِ فرج کی بات آتی ہے دعا کی گفتگو لازمی ہے کیونکہ حقیقت میں تعجیلِ فرج میں دعا کی خاص اہمیت ہے اور حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں کامل و قطعی اثر رکھتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام بہت سی روایات کے مطابق ہمیں اس کا حکم نہ دیتے اسی لیے ہم پر فرض ہے کہ ظہور کے لیے دست بہ دعا رہیں اور ایک لمحے کے لیے بھی پروردگار کی رحمتِ واسعہ سے مایوس نہ ہوں اور بالکل ویسے ہی کہ جیسے شخصی اور خاندانی مسائل و مصیبت میں گرفتار ہو کر اس قدر اپنی دعا کی قبولیت کے لیے گڑگڑاتے ہوئے دعا کرتے ہیں اور تڑپ تڑپ کر اپنی ضرورت و خواہش اور التجا و التماس کو درگاہ خدا اور حضرات معصومین علیہم السلام میں عرض کرنے سے تھکتے نہیں ہیں، بالکل ویسے ہی اس زندہ اور اہم معاملے میں بھی – جو کہ حقیقت میں تمام معنوی و مادّی مشکلات کا حل ہمارے لیے اور پوری کائنات کے لیے ہے – ہمت نہ ہاریں اور اگر ابھی تک ہم نے سہل انگاری اور کوتاہی سے کام لیا ہے تو ہمارے لیے ابھی بھی اس کی تلافی کے لیے وقت ہے۔

سید ابن طاؤوسؒ- جو بہت بڑے شیعہ علماء میں سے ہیں اور جن کو کئی ایک بار امام عصر ارواحنا فداہ کے محضرِ مبارک میں حاضری کا شرف ملا ہے اور آپ کو بار گاہ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے "میرے فرزند" کے خطاب کا افتخار حاصل ہے اور جو کہ اسم اعظم سے واقف اور اسرار ورموز سے آگاہ تھے- اپنے بیٹے کو خطاب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"جان لو کہ تمہاری ضروریات میں سے اہم ترین ضرورتیں اس کے لیے ہونا چاہیئے جس کی پناہ میں ہدایت و حمایت حاصل کرتے ہو اور وہ تمہارے زمانے کے امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں اس لیے تم کو چاہیے کہ نماز و روزہ و دعا میں سب سے پہلے ان کے لیے حاجت طلب کرو اور بعد میں اپنے لیے... یہ جو میں کہہ رہا ہوں کہ حاجات امام زمان ارواحنا فداہ کو خود پر مقدم رکھو یہ اس وجہ سے ہے کہ دنیا اور اہل دنیا کا وجود انہی کے وجود مبارک سے ہے، یہ جو کچھ بھی میں نے کہا اس پر عمل کرو کہ یہ وہ روشن حقیقت ہے کہ جس میں اگر کسی شخص نے اپنے مولا عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے سلسلے میں سہل انگاری کیا یا اس میں سستی سے کام لیا اور جو کچھ بھی میں نے بیان کیا اس سے غافل رہا تو خدا کی قسم ابھی تک وہ اشتباہ کا شکار ہے ایسا اشتباہ کہ جو مایۂ ننگ و عار قرار پائے گا۔ کیا ابھی تک کبھی سوچا ہے کہ ہمارے پاک و پاکیزہ آئمہ علیہم السّلام اور ہمارے ہدایت کرنے والوں نے اس موضوع کو اتنی اہمیت کس طرح دی ہے؟ کیا ابھی تک اس اہم معاملے کی

طرف توجہ کی ہے ؟ پھر ایک بار اور تکرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی میں نے بیان کیا اس پر توجہ کرنے کے بعد تمہارے لیے کوئی عذر باقی نہیں بچتا کہ تم ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کرنے کو اہمیت نہ دو۔ [1]

خلاصہ کلام یہ کہ: حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور میں آسانی کے لیے دعا کا ایک حتمی اثر بہر حال پایا جاتا ہے اور شرطِ وفاداری و محبت و معرفت و دیانت یہی ہے کہ ہر شیعہ اپنے امام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کرے۔

(۱)۔ فلاح السّائل: ۴۴۔

دعا کے حیرت انگیز اثرات

ایک بہترین کتاب، جو آثار و برکاتِ دعا کو بیان کرتی ہے اور تعجیل فرج میں شیعوں اور محبان امام عصر ارواحنا فداہ کے لیے عصرِ غیبت میں دعاؤں کا انمول تحفہ ہے اس کا نام "مکیال المکارم فی فوائد الدعاء للقائم علیہ السلام" ہے۔ یہ کتاب امام زمانہ ارواحنا فداہ کے امرِ مبارک پر تالیف ہوئی ہے یہاں تک کہ اس کا نام بھی حضرتؑ کا انتخاب کر دہ ہے جس کا مطالعہ آستانِ مہدوی کے عاشقوں کے لیے بہت زیادہ پُر فائدہ اور امید بخش ہے۔

اس کتاب کی پہلی جلد میں مؤلف محترم رحمۃ اللہ علیہ نے آیات و روایات سے کے تناظر میں دعائے تعجیل فرج امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے ۱۱۰/ فوائد و اثرات بیان فرمائے ہیں ہم یہاں پر انہیں میں سے کچھ کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱. پروردگار کے نزدیک بہترین اور محبوب ترین عمل ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کا باعث ہے۔

۲. گناہوں کی معافی کا باعث اور سیّئات کو حَسنات میں تبدیل کرنے کا سبب ہے۔

۳. خدائے متعال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور ان کی صدا پر لبیک کہنا ہے۔

۴. پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی شفاعت کا حقدار بناتی ہے۔

۵. عہد و پیمان الٰہی سے وفا اور اجر رسالت کی ادائیگی کا ذریعہ ہے۔

۶. دعا کی اجابت کا سبب اور بلاء و عقوبت کے دور ہونے کا ذریعہ اور نزول نعمت اور وسعتِ روزی کا باعث ہے۔

۷. بیداری یا خواب میں آپ کے جمال جہاں آرا کے دیدار کی طرف مائل ہونے کا ذریعہ ہے۔

۸. وقتِ ظہور دنیا میں واپس آنے اور رجعت کا موقع ملتا ہے۔

۹. دل میں، ولایت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے نور کی زیادتی کا باعث ہے۔

۱۰. عذاب و عقوبت آخرت سے نجات کا پروانہ ہے۔

۱۱. خدا کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

۱۲. طول عمر کا باعث ہے۔

۱۳. دعا کرنے والے کو طلبِ علم کے ثواب کی طرف لے جاتی ہے۔

۱۴. درخواست کرنے والے کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔

۱۵. دعا کرنے والے کو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی دعا ملتی ہے۔

۱۶. دعا کرنے والے کو خداوند متعال و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین مخلوق بناتی ہے۔

۱۷. دعائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل حال رہتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضمانت کے ساتھ داخل بہشت ہونے کا باعث ہے۔

۱۸. مظلوم کی مدد کرنے کے برابر اجر ملتا ہے (کیونکہ آپ ہی کی ذات تو مظلوم ترین فردِ عالم ہے)۔

۱۹. حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والوں کا ثواب ملتا ہے۔

۲۰. ستّر ہزار گناہگاروں کے حق میں، دعا کرنے والے کی شفاعت مقبول ہوگی۔

۲۱. روز قیامت امیر المؤمنین علیہ السلام کی دعا ساتھ ساتھ ہوگی۔

۲۲. خود دعا، دعا کرنے والوں کو بے حساب وارد بہشت کرے گی۔

۲۳. ابلیس کے چہرہ کالا کرنے کا ذریعہ ہے۔

۲۴. روز قیامت تشنگی سے امان کا باعث ہے۔

۲۵. جس بزم میں تعجیل فرج کے لیے دعا کی جاتی ہے وہاں پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۲۶. پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکاب میں شہادت اور زیرِ پرچم حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہونے کا شرف اور ثواب ملتا ہے۔

۲۷. دعا؛ آخرت میں، دعا کرنے والے کے مقام کو ہر شہید سے بالاتر لے جائے گی۔

۲۸. دعا کرنے والے کے شاملِ حال حضرت صدیقہ طاہرہ علیہا السلام کی شفاعت ہوگی۔

۲۹. دعا کرنے والے کے دنیا و آخرت کے تمام غم دور ہو جائیں گے۔

۳۰. دعا کرنے والے کے حق میں فرشتے دعا کرتے ہیں۔

اب جبکہ اس بات کا پتہ چل گیا کہ دعا کا اثر ظہور کے نزدیک ہونے میں مکمل اور بھرپور ہے تو پھر زمانۂ غیبت میں اگر مؤمنین اپنی نجات و سعادت اور اپنے پیشوا کے ظہور کو خدا سے چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ تمام راستے جن کی نشاندہی ان کے ائمہ علیہم السلام نے کی ہے انہیں پہچان لیں اور انہیں مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس راستے پر چلنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

امام منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے لیے دعا کرنا مؤثر ترین اور اہم ترین عمل ہے جس پر ہر شیعہ کو کاربند رہنا چاہیے اور ہر جگہ ہر مقام اور کسی بھی زمانے میں اس کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کو چھوڑنے یا اس سے غفلت برتنے پر کوئی بھی اور کسی بھی طرح کا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

یقیناً حجت خدا کی امامت کے معتقد اپنے اپنے اجتماعی یا شخصی یا سیاسی نفوذ و قدرت کے لحاظ سے اور علمی و فکری و مالی اعتبار سے امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے روبرو ذمہ دار ہیں۔

غفلت کا شکار فریضہ: امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی راہ میں مال سے جہاد

من جملہ ان معاملات کے کہ جن پر دورِ حاضر میں توجہ اور جن کا تذکرہ لازم و ضروری ہے وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی "مالی نصرت" ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ شیعہ معاشرے کو امام غائب کے بارے میں شدید ضرورت کے باوجود اس قدر بھی معلومات نہیں ہیں جو کافی کہی جاسکیں دنیا کے لوگ امامِ غائب کے سلسلے میں پڑھیں، سنیں اور جانیں اور اس موعودِ کائنات کے بارے میں حقیقت و معارف سے آشنا ہوں ایسا کوئی ذریعہ ہی نظر نہیں آتا، البتہ دنیا کے گوشہ و کنار میں کچھ افراد یا انجمنیں ہیں جو لوگوں کو خدا کی زندہ حجت سے متعارف کروانے کے سلسلے میں خالصانہ عمل انجام دے رہے ہیں مگر ابھی تک جو ہو رہا ہے اس کی بہ نسبت جو ہونا چاہیے بہت ہی تھوڑا اور کم ہے۔

مزید افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ دشمنانِ اہل بیت علیہم السّلام بعض گمراہ فرقوں کے ذریعے بہت ہی زیادہ پیسہ خرچ کر کے اسلامی ممالک میں بھی اپنے باطل افکار و نظریات کی ترویج کر رہے ہیں لیکن ہم جو کہ خاندان عصمت و طہارت علیہم السّلام کے دلدادہ و عاشق ہیں اپنے اہم ترین وظیفۂ تبلیغ سے غافل ہیں۔

قرآن مجید میں رب العزت کا ارشاد ہے:

"مَن ذَالَّذِی یُقْرِضُ اللهَ قَرْضاً حَسَناً فَیُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافاً كَثِيرَةً"۔ [۱]

ہم میں ہر ایک نے اس آیت شریفہ کو قرض الحسنہ و امور خیر یہ سے مخصوص بینک، فاؤنڈیشن یا انجمنوں کے صدر دروازے پر لکھا ہوا پایا ہو گا، یہ کیوں لکھا جاتا ہے؟ صرف اس لیے کہ آس پاس رہنے والوں کی توجہ کا مرکز بنے اور امور خیر میں لوگ سرمایہ کاری کریں، لوگوں کو نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا حوصلہ ملے اور وہ اس کام میں سرمایہ لگائیں! اس بات سے غافل کہ پروردگار کا یہ عام اعلان زمین پر خلیفۂ خدا کی ولایت و محبت اور اس کی معرفت کے لیے ہے کیونکہ جب امام صادق علیہ السلام سے اس آیت شریفہ کے بارے میں سوال ہوا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"(یہ آیت) امام کے ساتھ متمسک رہنے کے بارے میں نازل ہوئی"۔ [۲]

اس طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جو کچھ اللہ نے لوگوں کے اختیار میں دے رکھا ہے اس میں سے کسی محتاجی کی بنا پر قرض نہیں چاہتا! ہر حق کہ جو پروردگار رکھتا ہے اس کے ولی کا ہے"۔ [۳]

نیز آپ ہی نے اپنے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا:

---

(۱)۔ سورہ بقرہ، آیہ ۲۴۵۔

(۲)۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۵۳۷، (کتاب الحجۃ، باب صلۃ الامام ۱۲۹، ح ۲ و ۴)۔

(۳)۔ اصول کافی، ج ۱، ص ۵۳۷، ح ۳۔

"اے میّاح، ایسا ایک درہم جو امامؑ سے ملائے اُحد کے پہاڑ سے زیادہ وزن رکھتا ہے۔ (۱)

آیت اللہ موسوی اصفہانیؒ کتاب "مکیال المکارم فی فوائد الدعاء للقائم علیہ السلام" کے مؤلف۔ جس وقت عصر غیبت کی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ شیعوں کی پینتیسویں ذمہ داری میں امام کے سلسلے میں صلۂ مال کا تذکرہ فرماتے ہیں اور مندرجہ بالا روایات اور متعدّد دیگر احادیث کا ذکر کرتے ہوئے اس سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں:

"مؤمن کو چاہیے اپنے مال میں سے اپنے زمانے کے امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے ہدیہ کرے اور ہر سال اس کام کو تسلسل کے ساتھ انجام دے اور اس شرافت مندانہ عمل میں غنی و فقیر، کمتر و بہتر، عورت و مرد سب برابر ہیں؛ جب کہ مالدار اپنی دولت و طاقت کے حساب سے ذمہ دار ہے اور فقیر اپنی استطاعت کے اعتبار سے۔۔۔، روایات میں اس کام کے لیے کوئی معین مقدار میں مال خرچ کرنے کا بیان نہیں ہے؛ کیونکہ یہ عمل ظاہراً مستحباتِ موکدہ میں سے ہے جس کو آئمہ علیہم السلام کی زبان میں "فریضہ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے شیخ کلینیؒ نے اپنی بے نظیر کتاب، اصول کافی میں اپنی اسناد کے ساتھ روایت پیش کیا ہے، جس میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱)۔ اصول کافی، ج۱، ص ۵۳۷، ح۶۔

"اللہ کے نزدیک کوئی بھی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ انسان اپنے مال کا ایک حصہ امام علیہ السلام سے مخصوص کردے، یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایک درہم کے عوض، خرچ کرنے والے کے لیے بہشت میں کوہِ احد کے برابر اجر قرار دے گا"۔

اور آپؑ ہی سے ایک مؤثق خبر میں وارد ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں:

"میں کبھی تمہاری طرف سے پیش کیے گئے ایک درہم کو بھی قبول کرلیتا ہوں جبکہ میں اہلِ مدینہ میں متمول ترین ہوں اس سے میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ تم پاک و پاکیزہ ہوجاؤ"۔

"ہر وہ شخص کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ امام لوگوں کے پاس پائی جانے والی چیزوں کا محتاج ہے تو وہ کافر ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ لوگ امام کے محتاج ہے کہ امامؑ ان کی سوغات قبول فرمالیں۔ خدائے عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے:

"ان کے اموال میں سے صدقہ (زکات) لو تاکہ وہ پاک و پاکیزہ رہیں۔[1]

(۱)۔ ترجمہ مکیال المکارم، ج ۲، ص ۳۵۱-۳۵۳، تھوڑی سی اصلاح کے ساتھ۔

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام سے ایک اور قابل توجہ روایت "فروع کافی" میں شیخ کلینیؒ نقل فرماتے ہیں:

"حج کے سلسلے میں ایک درہم خرچ کرنا دوسرے امور میں دس لاکھ درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے اور ایسا ایک درہم جو امامؑ تک پہنچ جائے وہ حج میں دس لاکھ درہم خرچ کرنے جیسا ہے"۔[1]

امام علیہ السلام کے اس بیان میں ذرا سا غور کرنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اگر کوئی آج بالفرض "ایک روپیہ" حج کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو گویا دس لاکھ روپیہ دوسرے نیک کام میں خرچ کرنے کے برابر ہے بالکل اسی طرح اگر کوئی "ایک روپیہ" امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی راہ میں خرچ کرے تو وہ دس لاکھ روپے مقبول حج میں خرچ کرنے کے برابر ہے، ایک سادہ حساب اگر لگایا جائے تو راہِ امام علیہ السلام میں ایک روپیہ خرچ کرنا ایک ہزار ارب روپے دیگر نیک کاموں میں خرچ کرنے کی طرح ہے اور یہ بات قابل تعجب بھی نہیں ہے کیونکہ ایسا ماننا شیعہ اعتقادات سے مکمل طور پر میل کھاتا ہے۔

ہم معتقد ہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے پوری کائنات، ستارے، آسمان و زمین، دیگر موجودات، فرشتے، انس و جن سبھی کو اہل بیت علیہم السلام کے صدقے میں پیدا کیا ہے اور انسان کی تخلیق صرف اور صرف اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کا راستہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت و اطاعت کے ذریعہ سے پہچانیں اور اس پر گامزن

(۱)۔ ترجمہ مکیال المکارم، ج۲، ص ۳۵۳۔

ہو جائیں اسی وجہ سے معرفت امام اور امام کو پہچاننے والوں کی اتنی زیادہ قدر و قیمت ہے مؤمنوں کو چاہیے کہ اس نوید کو سنجیدگی سے لیں اور اس پر عمل کریں۔

افسوس کی بات ہے کہ یہ سنّتِ حَسنہ ہم شیعوں کے درمیان ابھی پوری طرح سے پھیلی نہیں ہے، اور ہر ایک اس پر عمل پیرا نہیں ہے اس لیے ضروری ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے منتظر و عاشق افراد اس سنّت کو زندہ کریں جو اہم ترین اور مؤثر ترین شیوہ ہے امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امداد کا؛ لہٰذا سنجیدگی کے ساتھ اس راہ میں قدم اٹھائیں اور اس پر عمل کریں۔

بارہا ہم نے دیکھا ہے کہ جس وقت کسی خاندان کا کوئی عزیز اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو ہزاروں روپئے اس کے متعدّد و رسوم کی انجام دہی پر خرچ کر دیئے جاتے ہیں اور یہ پیسہ بہت سے بے جا معاملات میں خرچ ہو جاتا ہے جیسے پھولوں کی خریداری، مہمانوں کے کھانے کا انتظام اور اس کے علاوہ دیگر بے وقعت معاملے میں پیسہ پانی کی طرح خرچ ہوتا ہے جب کہ یہ خرچ ایسے موقع پر ہوتا ہے جس میں بہت سارے آنے والے صرف اور صرف رشتہ داروں کی تسلی کے لیے یا معاشرے میں چلن کی وجہ سے مرنے والے کے احترام کی خاطر آتے ہیں جنھیں ایک وقت کے کھانے سے کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ اس بے جا خرچ ہونے والے پیسے کو اہل بیت علیہم السّلام کی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور اس کی تبلیغ پر خرچ کیا جائے ؟ کیا ہمارے گزر جانے والوں کی ارواح اس طرح سے اور زیادہ راضی نہ ہوں گی ؟

یہ مثال ہر شعبے میں عمومیت رکھتی ہے یہاں تک کہ ۱۵ر شعبان کو ہونے والے جشن پر بھی یہ فار مولا لوگو ہوتا ہے جس میں چراغاں کیا جاتا ہے اور مٹھائی کا اہتمام ہوتا ہے، کھانا کھلایا جاتا ہے۔۔۔ اس سے اہم یہ ہے کہ ہم اپنی فکر کو غذا پہنچائیں اور اپنی معرفت کی سطح کو بلند کریں اور لوگوں کو امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے فضائل سے متعارف کریں اور آپؑ کی غیبت و غربت و مظلومیت کا تذکرہ کریں اور اس پر سنجیدگی کے ساتھ عمل پیرا ہو کر اس کی نشر و اشاعت کا اہتمام کریں بلکہ اس مسئلہ کو ہر چیز پر اولویّت دیں کیونکہ آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نسبت معرفت کا حاصل کرنا اور آپؑ کے آستانِ مبارک کے سلسلے میں شیعوں کی ذمہ داریوں کو بتانا اور لوگوں کو امامت کی طرف کھینچ لانا؛ امام کے چاہنے والوں کا منہ ایسی مٹھائیوں سے شیریں کرانے سے زیادہ اہم ہے کہ جو بس چند لمحوں میں گھل کر ختم ہو جاتی ہیں اور کچھ ہی وقت تک پیٹ کو سیراب کر سکتی ہیں!

اس سلسلے میں بہترین کام امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بارے میں ایسی کتابوں کی تالیف و نشر و اشاعت ہے جو معرفت کو بڑھائیں اور عقل و ہوش کی غذا بنیں اور انہیں بیدار کریں۔

اور وہ لوگ جو تالیف یا نشر و اشاعت کا کام انجام نہیں دے سکتے وہ کم سے کم ان کتابوں کی نشر و اشاعت میں مالی تعاون کریں تا کہ ان نایاب و قیمتی کتابوں کو نشر کر کے معرفت کے متلاشی افراد کے اندر شوقِ مطالعہ ایجاد کریں اور اس طرح محبت اہل بیت علیہم السلام بیج لوگوں کے دلوں میں بونے میں مدد کریں تا کہ اس موعود کو لوگوں کے

دلوں میں بسا سکیں اور اس تبلیغی و ثقافتی خدمت کے عوض عظیم ثواب سے بہرہ مند ہو سکیں جس کے بارے میں روایات میں اشارہ آچکا ہے اس کے علاوہ عنایات والتفات امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو اپنی جانب موڑ سکیں۔

اگر کوئی کہے کہ میرا بیان اس لائق نہیں جو دلوں پر اثر کر سکے اور نہ ہی اتنی قدرت و طاقت رکھتا ہوں کہ لوگ میری باتوں کو سنیں اور نہ ہی مال و ثروت رکھتا ہوں کہ حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی راہ میں خرچ کر سکوں اور نہ ہی کتب و مقالہ کی نگارش کی صلاحیت رکھتا ہوں تو وہ اتنا تو کر ہی سکتا ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو یادِ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف میں مشغول رکھے اور ہر وقت اپنے قلب و جان و فکر کو یادِ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے معطر رکھے اور آپؑ بزرگوار کے ظہور میں جلدی کے لیے دعا کرتا رہے اور دوسروں کو بھی اس عملِ خیر کی انجام دہی کی ترغیب دیتا رہے۔

یاد رہے کہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اپنے ہاتھ انفرادی و معاشرتی امور سے کھینچ لے بلکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے قلبی لگاؤ برقرار رکھے اور اس پیشوائے پردہ نشیں عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے لیے دعا کرتا رہے جو کہ اہم ترین انفرادی و معاشرتی فریضہ ہے تمام شیعوں کے لیے۔

انفرادی اور اجتماعی دعا

حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کرنا اس ذخیرۂ آسمانی کو خلوت و جلوت میں اور ہر خاص و عام طریقہ سے یاد کرنے کا بہترین راستہ ہے اور یہ ایمان کی نشانی بھی ہے جیسا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"اس کا وجود مبارک آنکھوں سے پوشیدہ ہو گا مگر مومنین کے دل اس کی یاد سے غافل نہ ہوں گے"۔ (۱)

یہی یاد باعث بنے گی کے آخر الزّمان کے انحرافات و ہلاکت سے امان مل جائے۔

آئیے آیات و روایات کے الہامات اور بالخصوص وجود مقدس امام عصر ارواحنا فداہ کے پیغام و فرمان کی روشنی میں کتاب آسمانی کے بیان کے مصداق بن جائیں:

"ایک ایک دو دو کر کے خدا کے لیے قیام کرو"۔ (۲)

اور ہمہ وقت اپنی خلوتوں میں توبہ و استغفار کے ساتھ ظہور امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو درگاہِ خداوندی سے طلب کریں۔ اور ایک ساتھ مل کر مقدس مقامات پر حرم معصومین علیہم السلام کے علاوہ میں بھی جیسے مساجد، امام بارگاہ اور مذہبی جلوسوں میں خالصانہ اور دل کی

(۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۶۸-۳۶۹، باب ۳۴، ح ۶۔

(۲)۔ سورۂ سبا (۳۴): ۴۶۔

گہرائیوں سے توبہ و استغفار کے ساتھ منتقم آل محمد عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور کے لیے دعا کریں اور خدائے عظیم سے ان کے ظہور کا تقاضا کریں۔

تعجیلِ فَرَج کے لیے دعا کو ہر وقت مدِّ نظر رکھنا چاہیئے اور خاص طور پر مؤمنین کے اجتماعات اور خصوصاً ان مجالس میں جو اہل بیت علیہم السلام سے منسوب ہوں ان میں دعا کرنے کی فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہیے۔ امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"جب کبھی چالیس افراد دعا کے لیے ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں اور اپنے معاملات میں خدا کو یاد کرتے ہیں تو خدا ان کی دعاؤں کو مستجاب کرتا ہے۔ اور اگر چالیس نہ ہوں چار ہی ہوں اور باہم جمع ہو کر دس بار اللہ رب العزت کو یاد کریں تو خدا ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اگر چار افراد بھی نہ ہوں تنہا ایک ہی ہو اور چالیس مرتبہ خدا کو آواز دے تو خدائے عزیز و جبار اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے"۔[1]

نیز آپؑ ہی کا ارشاد ہے:

"جب کبھی کوئی بات میرے والد کو تشویش میں مبتلا کرتی تھی تو آپ عورتوں اور بچوں کو جمع کرتے تھے پھر دعا فرماتے تھے اور وہ سب آمین کہتے تھے۔[2]

---

(۱)۔ کافی ۲: ص ۴۸۷۔ کتاب الدعا، باب الاجتماع فی الدعا، ۱۷-ح ۱/ اور ۳۔

(۲)۔ مکیال المکارم ۱: ۳۳۳۔

اہل بیت علیہم السلام، کے عاشقوں، دوستداروں، سید الشہداء علیہ السلام کے عزاداروں، مجلسِ عزاء منعقد کرنے والوں، ماتمی انجمنوں میں شرکت کرنے والوں کو جاننا چاہیئے کہ ائمۂ اطہار علیہم السلام سے اظہارِ محبت چاہے غم کے موقع پر ہو یا خوشی کے وقت اس وقت مقبول ہے جب اس میں امام زمانہ عج کی رضا اور آپؑ کی خوشنودی شامل ہو؛ اور ان تمام حالات میں خاص طور پر جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوں دل غمگین ہو تو فرزند غریب حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام اور منتقم خونِ مُطہّر سید الشہدا علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کریں، بالکل اسی طرح جیسے کہ زیارت عاشورہ میں ہم پڑھتے ہیں:

"میں خدا سے چاہتا ہوں کہ مجھکو ایسے مقام تک پہنچادے جہاں سے آپ کے خاندان سے ملحق ہونے کا راستہ مل جائے اور میرا نصیب ایسا بنا دے کہ آپ کے اہل بیت علیہم السلام میں اس ہدایت یافتہ الٰہی امام کے ہمراہ آپ کے خون کا بدلہ لے سکوں اور آپ کے دشمنوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچا سکوں"۔

کتاب "مکیال المکام" میں بھی وارد ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ عج ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر کوئی مومن مجلس عزاء میں ذکر مصائب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے بعد میرے لیے دعا کرے تو میں بھی اس کے لیے دعا کرتا ہوں۔ [1]

(۱)۔ مکیال المکارم، ج۱، ص ۳۳۳۔

علامہ امینیؒ سے بھی منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

"جو کوئی بھی صلوات کے بعد "وَ عَجِّل فَرَجَهُم" کہے گا میں اس کو اپنی کتاب "الغدیر" کی تالیف پر ملنے والے ثواب میں اپنے ساتھ شریک قرار دوں گا"۔

مقرّرین و ذاکرین اور شاعران ہل بیت علیہم السّلام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی تقاریر و اشعار، منقبت و مراثی میں محورِ سخن امام عصر ارواحنا فداہ کو قرار دیں اور دعاؤں کی اجابت کے لمحات میں بارگاہِ الٰہی سے آپ کے ظہور کی درخواست سے غافل نہ رہیں۔

شیخ حسن سامرّائی - جو کہ عراق کے باتقویٰ مقرر تھے - ان سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا:

"جن دنوں میں سامرّا میں تھا ایک جمعہ بوقت عصر سردابِ مقدس گیا، دیکھا میرے علاوہ وہاں کوئی نہیں ہے مجھ میں ایک انوکھی کیفیت پیدا ہوئی اور مراقبے کی حالت میں مقام و مرتبۂ صاحب الامر صلوات اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوا، اسی کیفیت میں مجھے پیچھے ایک آواز سنائی دی "ہمارے شیعوں اور دوستوں سے کہو کہ اللہ کو ہماری پھوپھی حضرت زینب علیہا السلام کا واسطہ دے کی قسم دو تاکہ میرا ظہور نزدیک فرمائے"۔ (۱)

---

(۱)۔ شیفتگان حضرت مہدی علیہ السّلام، ج ۱، ص ۲۵۱۔

ظہور کی تاخیر میں شیطان کی چال

بعض لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ ظہور کی دعا کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ تزکیۂ نفس کیا جائے اور دعا کے لیے ظرفیت پیدا کی جائے۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے اور ممکن ہے کہ یہ ایک شیطانی وسوسہ اور اس کا فریب ہو! تاکہ اس طرح کسب ظرفیت میں الجھ کر فرصت کے لمحات کو چھین لے اور ظرفیت بھی حاصل نہ ہو پائے! اس کے علاوہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا خود ہی ظرفیت و تطہیر نفس اور تزکیۂ باطن کا ایک اہم جزء ہے کیا اہل بیت علیہم السلام مصداقِ آیۂ تطہیر نہیں ہیں ؟ تطہیرِ باطن اور تزکیۂ نفس کا اطمینان بخش راستہ اس خاندان پاک سے متّصل ہو جانے کے علاوہ کون سا ہے ؟

شیطان جب راندۂ درگاہِ الوہیّت ہوا تو اس نے اللہ سے درخواست کی کہ اس کی ہزاروں سال کی عبادت کا صلہ دنیا کے خاتمے تک اسے "مہلت" کی شکل میں دی جائے:

شیطان نے خدا سے درخواست کی: " پروردگار! مجھ کو اس دن کی تک مہلت دے جس روز خلقت مبعوث ہوں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: تجھ کو وقتِ معیّن و معلوم تک کی مہلت دی گئی "۔ (۱)

امام محمد باقر علیہ السلام وقتِ ظہور شیطان کی موت کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

(۱)۔ سورہ الحجر،(۱۵):۳۶-۳۸۔ ﴿قَالَ رَبِّ فَأَنظِرۡنِي إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الۡمُنظَرِينَ ﴿۳۷﴾ إِلَىٰ يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُومِ﴾

آیتِ کریمہ میں وقت معلوم سے مراد یومِ قیامِ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جب بھی اللہ انہیں ظاہر کرے گا؛ ابلیس مسجد کوفہ تک آئے گا اس حالت میں کہ زانوں کہ بل راستوں پر گھسٹ رہا ہو گا اور کہتا جا رہا ہو گا: "وائے ہو اس زمانے پر! اس وقت اس کی پیشانی کے بال کو پکڑا جائے گا اس کی گردن اتار لی جائے گی وہی لمحہ وقت معلوم کا دن ہے جب اس کو دی گئی "مہلت" تمام ہو چکی ہو گی۔

"حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام بھی اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جس وقت سب کو شیطان کے خاتمے کا پتہ چل لگ جائے گا وہی ہم اہل بیت علیہم السلام کے قائم کے ظہور کا دن ہے۔ [1]

یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے شیطان اپنے تمام تر حیلے بہانوں، تیروں، ترکشوں اور اپنے چیلوں، گُرگوں سمیت لوگوں کی توّجہات کو حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف سے موڑنا چاہتا ہے اور جتنی بھی کوشش و طاقت و قدرت ہے وہ "یومِ ظہور" کو زیادہ سے زیادہ ٹالنے میں لگا رہا ہے۔

---

(۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۷۱، باب ۳۵، ح ۵۔

فائدے مند یاد دہانی

مقرّرین، مصنفین، محققین، اور روشن فکر افراد کی ایک سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ حاشیہ کی باتوں پر زیادہ دھیان دیتے ہیں جس کی وجہ سے متنِ ظہور سے غفلت بَرت جاتے ہیں۔ ہم اپنی تمام تر علمی طاقت وقدرت کو فرعی اور کم اہمیت مطالب میں جھونک دیتے ہیں مگر خود ولی اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف، اور آپ کی ہم سے توقعات، اور اللہ سے آپ کے ظہور کے لیے دعا کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں، صحیح ہے کہ مفہومِ انتظار کی کیفیت اور اس کے معاشرتی اثرات پر بحث وگفتگو اور مہدویت سے متعلق ادبی وشعری کانفرنس کا انعقاد کافی پُرکشش اور جذّاب ہے؛ لیکن ہم پر جو ذمہ داری عائد ہے وہ آنحضرت کی معرفت اور ساتھ میں آپؑ کے لیے دعا کرنا ہے یہاں تک کہ علائم ظہور کی پہچان جیسے موضوعات بھی دوسرے درجے کے ہیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عالم خواب یا مکاشفہ میں مرحوم آیت اللہ مرزا محمد باقر فقیہ ایمانی سے ارشاد فرمایا:

"منبروں سے لوگوں کو سمجھاؤ اور ان کو حکم دو کہ توبہ کریں اور (حضرت) حجت ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کریں۔ آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی آمد کے لیے دعا کرنا نماز میت کی طرح نہیں ہے کہ واجب کفائی ہو کہ کچھ لوگوں کے انجام دے لینے سے ساقط ہو جائے؛ بلکہ نماز پنجگانہ کی طرح ہے۔ ہر بالغ

خاتون اور مرد پر واجب ہے کہ غائب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے لیے دعا کریں۔ (۱)

اگر ہم نے آج تک جیسا کہ ہونا چاہیے اپنے فریضے پر عمل نہیں کیا ہے اور منتقم آل محمد علیہم السّلام کے ظہور کے لیے دعا کرنے سے غافل رہے ہیں تو آئیے پروردگار مہربان کے ساتھ عہد کریں اور مخلصانہ طور پر درگاہ الوہیت میں عرض کریں:

"بار الہا! اوّلِ عمر سے آج تک میرے اعمال میں ایسا کوئی بھی عمل جو تیری رضا کا باعث بنا ہو؛ حج مقبول، زیارت آئمہ علیہم السّلام و اولاد ائمہ علیہم السّلام، قرائت قرآن، نماز جماعت، صدقہ واحسان، صلۂ رحم، ذکر عزاداری، ادعیہ و دیگر مستحبی اعمال جیسے اور بھی دیگر مقبول اعمال، تو اسی لمحہ میرے ان سارے پروانۂ عمل کو اپنے پاس رکھ لے اور اس کے بدلے مُنجیٔ عالم کے ظہور میں تعجیل فرمادے اور آج کے دن سے میرا ہر عملِ خیر جو تیری رضا کا سبب بنتا ہو اس کا ثواب تعجیل فرج کے لیے مقرر فرمادے۔ پروردگارا! مجھے ایک لمحے کے لیے بھی میرے مولا کی یاد سے غافل نہ رکھنا۔

اس مقام پر بہتر ہے کہ شیدائے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غربت کو کثرت سے بیان کرنے والے الحاج شیخ احمد کافی خراسانیؒ، کے اس بیان کو نقل کریں:

(۱)۔ مکیال المکارم، ج۱، ص۴۳۸۔

"خدا کی قسم اے شیعوں! ہمارے آقا آنے والے ہیں، باخدا! ہم بے کسوں کا طرفدار آنے والا ہے۔

مولا و آقا! ہر ایک ہم پر جملہ کَستا ہے اور یہی ہوتا بھی ہے کہ جس کا آقا و مولا اس کے سر پر نہ ہو اس پر جملے کسے ہی جاتے ہیں۔ میں آپ پر قربان! اے حجت ابن الحسن علیہ السلام شیعہ نڈھال ہو چکے ہے، پسر فاطمہ علیہا السلام آپ کے دوست افسردہ ہو ہو گئے ہیں۔ اے مہدیٔ قرآن! آپ کے طرفدار دل شکستہ ہو گئے ہیں آپ خود ہی خدا سے اپنے ظہور کی درخواست کیجئے آپ کی فراقت ہی کیا کم ہے کہ ہمارے دشمن بھی ہماری تنبیہ کر رہے ہیں کہ اگر تمہارا آقا و مولا ہوتا تو آجاتا!

میرے مولا! ہمارے بچے جوان ہو گئے؛ جوان بوڑھے ہو چکے۔ اور بوڑھوں کا ایک طبقہ مر بھی گیا مگر آپ کا دیدار نہ کر سکا۔۔۔

خدا کی قسم اے لوگوں! تمہاری دعائیں اثر رکھتی ہیں؛ تمہارے نالے اثرانگیز ہیں، خود مولا نے مرحوم مجلسیؒ سے ارشاد فرمایا: "مجلسی! شیعوں سے کہو میرے لیے دعا کریں"۔

اب میں چاہتا ہوں کہ دعا کروں: خدایا! حضرت زہر سلام اللہ علیہا کے شکستہ پہلو کا واسطہ، الٰہی! حضرت زہر سلام اللہ علیہا کے سیلی زدہ چہرے کا واسطہ، الٰہی! امام

حسن علیہ السلام کے پارہ پارہ جگر کا واسطہ، امام حسین علیہ السلام کے سرِ بریدہ کا واسطہ تجھ کو قسم دیتے ہیں کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کو نزدیک فرما"۔ (۱)

(۱)۔ آقائے کافیؒ کی مجلس سے ماخوذ۔

امامِ حاضر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مقدس بارگاہ کی طرف توجہ، توسّل اور رجوع کی ضرورت ہے

یہ گمان نہیں کر لینا چاہیے کہ ظہور کی دعا کی خاطر دعائے فرج اور صلوات کا پڑھ لینا کافی ہے بلکہ اور دیگر دعائیں، زیارتیں، نمازیں، اَذکار و توسلات بھی موجود ہیں جن کے ذریعے سے قطب عالم امکان کے ساتھ روحانی و معنوی رابطہ پیدا کیا جا سکتا ہے جیسے "صلوات ابوالحسن ضرّاب اصفہانی" جس کے بارے میں سید ابن طاؤوسؒ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اگر کوئی شخص اعمال روز جمعہ میں سے -جو بالخصوص حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے مخصوص ہے- کوئی عمل بجا نہ لا سکے تو اس کو یہ صلوات ہرگز بھولنا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس صلوات میں ایک راز پوشیدہ ہے جس سے خدا نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے"۔

افسوس کے ساتھ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض محبان اہل بیت علیہم السلام اپنے توسلات اور نذر و نیاز میں بہت ہی کم حضرت صاحب الزمان ارواحنا فداہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور بہت ہی کم اس عالی مرتبہ مقدس بارگاہ سے متوسِّل ہوتے ہیں۔ اگرچہ تمام ائمہ علیہم السلام نورِ واحد ہیں مگر چونکہ یہ زمانہ امامتِ حضرت مہدی ارواحنا فداہ کا ہے اس لیے خود حضرات معصومین علیہم السلام کا فرمان ہے کہ ہم اپنے "حیّ و حاضر" امام کی طرف متوجہ

رہیں اور ان کی بارگاہ سے مدد طلب کریں۔ جی ہاں! وہی ہمارے زمانے کے امام ہیں اور یہ زمانہ انھی کی امامت کا زمانہ ہے۔

غیبت کی وجہ سے امامت کا کوئی بھی شعبہ معطل نہیں ہوا ہے؛ صرف یہ ہوا ہے کہ امام جو پہلے ظاہر بہ ظاہر لوگوں کے ساتھ رہتے تھے اب صحن گیتی پر ظاہر بہ ظاہر لوگوں کو نظر نہیں آرہے۔ جی ہا! حضرت مہدی علیہ السلام اگرچہ غیبت کے اِن ایّام میں لوگوں کے درمیان ظاہراً نظر نہیں آتے لیکن ہر جگہ موجود ہیں اور اپنے پاک آباء واجداد علیہم السلام کی ہی طرح پوری کائنات اور تمام موجودات پر ان کی ہی سلطنت اور انھی کی حکمرانی ہے۔ اسی طرح ہر ایک کی تقدیر انھی کے دستِ سخاوت میں ہے اور لوگوں کی دعائیں، راز ونیاز اسی حجت الٰہی اور خلیفۂ پروردگار کی وجہ سے مقبول ہوتی ہیں۔

اس لحاظ سے اگر ہم اس زمانے میں جس میں کہ منصبِ امامت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وجود نازنین سے متعلق ہے؛ جب اپنی مشکلات و مصیبت میں ذوات معصومین علیہم السلام سے متوسل ہوتے ہیں تو یہ عظیم ہستیاں آخر کار ہماری حاجات کو اپنے ہی فرزند جو کہ موجودہ زمانے کے امام و پیشواہیں کی طرف روانہ کر دیتے ہیں؛ جیسا کہ مولا امیر المومنین علیہ السلام نے مرحوم مقدس اردبیلیؒ کے ساتھ کیا جب انھوں نے اپنے علمی نا سلجھ پانے والے علمی سوالات کو شاہ ولایت کی پاک تربت کے روبرو رکھا تو آپؑ ان کو امام زمانہ ارواحنا فداہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مسجد کوفہ جاؤاور اپنے سوالات کو اپنے زمانے کے امام سے پوچھو"۔ (۱)

علّامۂ فاضل مامقانی فرماتے ہیں:

مسجد الحرام کے صحن میں، عالم خواب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں باریابی کا شرف ملا، نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بصد ادب اپنی ضرورت کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مامقانی! میرا زمانہ پہلے تھا، اب یہ زمانہ میرے فرزند مہدی عج کا ہے! اپنی حاجت کو وہاں لے جاؤ"۔ (۲)

نتیجہ یہ کہ دیگر ائمہ علیہم السلام کی بارگاہ سے توجہ و توسل کا بہانہ بنا کر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے بے اعتنائی نہیں برت سکتے اور اس طرح اُس حیّ و ناظر مہربان امام کا حق ہم پر سے ساقط نہیں ہو سکتا، ہر جگہ ہر گام، نام و یاد امام زمانہ عج کے ساتھ فریاد کرنا چاہیے صرف قسم کھاتے وقت ہی نہیں بلکہ ہمیشہ یاد کرنا چاہیے کیونکہ ہمارا یہ مولا ہمیشہ ہماری دسترس میں ہے، آپؑ کے مبارک وجود کو عظیم ترین الٰہی نعمت شمار کریں اور آپؑ کے ساتھ ارتباط سے غافل نہ رہیں۔

آپؑ کا کوئی مینیجر یا منشی نہیں اس لیے بغیر کسی واسطے، بغیر کسی وقت اور پہلے سے اطلاع دیئے بغیر ہر جگہ ہر وقت جہاں کہیں بھی چاہیں اور جب صدا دیں گے وہ

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۲۴۔

(۲)۔ موعود، نمبر ۱۸ اور ۱۹۔

کریمانہ ہم پر اپنی نگاہ کرم ڈالیں گے، ہم پائیں گے کہ آپؑ، باپ سے زیادہ مہربان، ماں سے زیادہ دلسوز، بھائی سے زیادہ نزدیک اور ہر دوست و آشنا سے زیادہ مضبوط رشتہ نبھانے والے ہیں۔ ہماری تمام تر کمزوریوں اور نقائص کے باوجود ہمیں چاہتے ہیں کیونکہ جب آپؑ کے دشمن آپؑ کی بدولت سے محفوظ ہیں اور روزی پا رہے ہیں اور سانسیں لے رہے ہیں تو ایسا کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں اور شیعوں کو یونہی چھوڑ سکتے ہیں!

اگر امامؑ کی منزلت باپ کی طرح ہے[1] -جو کہ واقعاً ہے- اور ہم اپنے آپ کو امام زمانہؑ کے فرزندوں میں شمار کرتے ہیں تو معمولاً ہم جس طرح اپنے پدرِ جسمانی کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آتے ہیں اور نشست و برخاست اور گفتگو کرتے ہیں ویسے ہی اپنے پدر معنوی کے ساتھ ہمیشہ گفتگو کر سکتے ہیں، نجویٰ کر سکتے ہیں اور ایسی تمام بات کر سکتے ہیں جو ہم اپنے نزدیک ترین لوگوں سے بھی نہیں کر پاتے۔ ہر کوئی اپنی گفتگو اور نجویٰ کو اپنی ہی زبان و بیان میں امام کے روبرو پیش کر سکتا ہے اور ہر مشکل میں اس ولئ خدا سے متوسل ہو سکتا ہے اور ہمیشہ ان کی یاد و احساس کو اپنے قلب و جان میں بسا کر ارتباط و تمسک کے تمام وظائف پر عمل کر کے اس کو عملی جامہ پہنا سکتا ہے۔[2]

---

(۱)۔ الامامُ الأبُ الشَّفِيقُ۔

(۲)۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾؛ یہ آیت ہم کو امام عصرؑ سے رابطہ رکھنے کا فرمان دیتی نظر آتی ہے۔

آئیے ہم سب جواب تک غافل تھے ابھی سے آمادہ ہوجائیں اور سب سے پہلے اپنی گزشتہ بے راہروی و بے مہری پر طلبِ عفو کریں اور توبہ کرتے ہوئے عرض کریں:

مولا! اگر ہم نے اپنی پوری زندگی آپ کے لیے رنجش و آزار و اذیت کے اسباب فراہم کئے ہیں؛ تب بھی ہم ایک گناہگار و خطا کار فرزند کی طرح آپ جیسے مہربان باپ کو بہرحال دوست رکھتے ہیں اور ہماری آرزو بس اتنی سی ہے کہ آپ کی رضا اور آپ کی عنایت حاصل ہوجائے۔

اے باپ سے زیادہ مہربان امام! ان تمام بدی و کجروی کے باوجود ہم کو اس زمانۂ محرومیت میں اپنی نگاہ محبت سے محروم نہ رکھیئے گا اور ہمارے ہاتھوں کو اس طوفانی دور میں چھوڑ نہ دیجیئے گا کیونکہ آپ کی یہی توجہ ہمارے لیے شیطان کے فریب اور اس چالوں سے بچنے کا اطمینان بخش سہارا ہے۔

اے میرے عظیم آقا! آپ کی نگاہ کرم ہی آپ کے روبرو ہونے کا وسیلہ ہے کہ جس نے میرے اندر شرم و حیا کو زندہ کر رکھا ہے جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو ایسے اعمال سے بچالے جاتا ہوں جو آپ کی آمد کے وقت یا قیامت کے پُرہَول ہنگامے میں پریشان و روسیاہ کردیں گے۔

اے سراپا محبت و شفقت! میرے لیے خدا سے ایسے اعمال کی انجام دہی کی دعا فرمائیے جو خدا کی رضا اور آپ اہل بیت علیہم السلام کی خوشنودی کا باعث بنے کیونکہ آپ ہی کی رضا ہی پروردگار کی رضا ہے۔

ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ "ہم آپ کے لیے زینت کا سبب بنیں نہ یہ کہ باعث رسوائی قرار پائیں"۔ (۱)

خدا سے دعا کیجئے کہ ہمیں آپ کی غربت و مظلومیت کی گہرائی و گیرائی کو سمجھنے کی توفیق عطا ہو جائے۔ اور لحہ بہ لحہ آپ کی محبت و مودت و معرفت میں اضافہ ہوتا رہے اور روز بہ روز آپ کے دشمنوں سے نفرت و بغض و کینہ بڑھتا رہے۔

خدا سے دعا فرمائیے کہ ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی آپ کی یاد اور تعجیل فرج اور آپ کی ذاتِ پاک سے غم و آلام، مصائب و مصیبت کے دور کرنے سے ہمیں غافل نہ رکھے اور ہمارے اور آپ کے ظہور مبارک کے درمیان موت فاصلہ نہ بن سکے۔

میرے آقا! آپ کی معرفت عطیۂ الٰہی ہے؛ ایسا نور ہے کہ اللہ جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے (۲) کیونکہ سب کچھ کتاب و کاپی رکھنے اور پڑھنے لکھنے ہی سے وابستہ نہیں ہے بلکہ عطائے ربّانی کا مرحلہ ہی الگ ہے۔ اپنی معرفت کے بحر بیکراں سے تھوڑا تھوڑا کر کے ہمارے کام و دہن میں ڈالیے اور اپنی معرفت و محبت کے صراط مستقیم پر قائم و دائم رہنے کی توفیقات کو مزید مضبوطی فراہم کیجئے۔

---

(۱)۔ إتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُونوا لَنا زَيناً و لاتَكُونوا عَلَينا شَيناً؛ بحار الأنوار، ج ۷۸، ص ۳۷۲۔

(۲)۔ اَلْعِلْمُ نُورٌ يَقْذِفُهُ اَللّٰهُ فِي قَلْبِ مَنْ يَشَاءُ۔ مصباح الشریعہ، جلد ۱، صفحہ ۱۶۔

امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف "ہم پلّہ ٔ قرآن "[۱] اور " راہ ہدایت دکھانے والے ہیں "۔[۲] اس لیے ہم کو چاہیے کہ صراط مستقیم وطریق ہدایت کو اس ولیٔ خدا کے آستانے پر تلاش کریں تا کہ اس تمسک کی وجہ سے دین و دنیا ہمارے ہاتھ سے نہ جانے پائے اور ہم الٰہی امتحانات سے سُرخُرو ہو کر باہر آئیں۔

آج کے اس دور میں مہلک خطرات ہمارے عقائد پر حملہ ور ہیں؛ سب سے پہلے دنیا کا زرق و برق اور اس کا فریب، نفس امّارہ کا وسوسہ اور بالآخر ابلیس کی مضبوط جال کہ جس نے عزت الٰہی کی قسم کھا کر انسانوں کو گمراہی و ضلالت تک لے جانے کا عہد کیا ہے۔

دوسری طرف جب ہم آخرالزّمان کو روایات کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو فتنہ و فساد، امتحانات اور پیچیدہ مصائب و مشکلات اور آزمائشوں کا ایسا سامنا ہوتا ہے جس میں دین کی حفاظت سب سے بڑا مشکل کام نظر آتا ہے، اپنے یقین پر قائم رہنا، امامِ غائب عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف پر یقین رکھنا اتنا ہی مشکل دکھائی دیتا ہے جتنا اپنی ہتھیلی پر انگارا رکھ لینا، ایسے میں محکم ایمان اور صبر واستقامت کی اَشدّ ضرورت نظر آتی ہے۔

ایک دوسرا خطرہ بے بند و بار و بے لگام فکر کا رائج ہو جانا ہے جہاں دینی شبہات اور فلسفی نظریات کی فریبی بازار سجا کر اور اس میں اپنی اپنی دکان لگا کر شراب کو پانی کی

---

(۱)۔ تَالِیَ کِتَابِ اللّٰہِ۔ بحار الأنوار، جلد ۹۱، صفحہ ۲۔

(۲)۔ اَلْإِمَامُ اَلْمَاءُ اَلْعَذْبُ عَلَی الظَّمَاءِ وَ اَلدَّالُّ عَلَی اَلْهُدَیٰ۔

جگہ، ضلالت کو ہدایت کے مقام پر، کفر و شرک و نفاق کو خالص ایمان کے بالمقابل دھڑلّے سے بیچا جارہا ہے۔ اسی لیے روایات ایسے لوگوں کی پیشانی پر "دین و مذہب اور عقیدے کے ڈاکو" ٹھپہ لگاتی ہیں۔ واضح ہے کہ ایسے فرقوں کے پیچھے چلنا سوائے حیران و پریشان ہونے اور امواجِ انحراف میں غرق ہوجانے کے کوئی نتیجہ نہیں دینے والا ہے، اس پُر پیچ راستے سے نکلنے اور نجات پانے اور آخری زمانے کے امتحانات میں سربلندی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان چیزوں میں نہ الجھ کر حقیقت سے وابستہ رہیں کیونکہ اسی میں کامیابی و کامرانی ہے۔ [1]

اُس یگانۂ روزگار کی اقتدا کے علاوہ راہ ہدایت کے حصول کا کوئی اور راستہ نہیں

اسی لیے ہم آپ کے اقوال اور آپ کے پاک و پاکیزہ آباء و اجداء علیہم السّلام کے اقوال کو فلسفی مکاتب فکر، صوفی مسلک افراد، مدعیّان عرفان، اور علم کلام کے دعویداروں کے ساتھ مقائسہ و موازنہ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ہم تفسیر قرآن و فہم قرآن کے لیے اقوال آئمہ کو حجت قرار دیتے ہیں جو کہ قرآن کے ہم پلّہ ہیں کیونکہ غیبت کے اس دور میں کہ جس میں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک ڈائرکٹ پہنچنا ممکن نہیں ہے؛ معصومین علیہم السّلام سے وارد ہونے والی احادیث

(۱)۔ وَلاَ حَقَّ إِلاَّ مَعَهُ، وَلاَ نُورَ إِلاَّ عِنْدَهُ۔ البرهان فی تفسیر القرآن، جلد ۲، صفحہ ۲۲۷۔

ہی رہنما ہیں جو ہماری دسترس میں موجود بھی ہیں، اور امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے ہمیں حدیث کے راویوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم بھی دے رکھا ہے۔ (۱)

کیا صحیح معنوں میں ہم نے کبھی کسی روز آئمہ طاہرین علیہم السلام کی کسی ایک روایت پر غور کیا ہے ؟ جبکہ ہم ہر روز گھنٹوں اخباروں اور مجلّوں کے پڑھنے اور فلموں، سیریلوں، طنز و مزاح کے پروگراموں کو دیکھنے پر ذائع کر ڈالتے ہیں اور جو لوگ تہذیب و ادب کے دلدادہ ہیں وہ شعراء و عرفاء کے کلام کو دہراتے رہتے ہیں، اس پر گھنٹوں سر دُھنتے ہیں مگر افسوس کہ صرف ایک معصوم کی روایت کے پڑھنے سے دور رہتے ہیں جبکہ کلام معصوم نور ہے (۲) اور فرمانِ معصوم کمال اور روحانی و معنوی رُشد کا باعث ہے (۳) اور حدیثِ امام قلب و جان کو زندہ کرتی ہے، کیا حیف نہیں ہے کہ اپنی عمر اور قیمتی وقت کو ہم عام لوگوں کی باتوں پر ذائع کر ڈالتے ہیں اور نوری رہنماؤں کے اقوال سے بے بہرہ رہتے ہیں۔

زمانۂ آخر کے ہلاکت بار طوفان میں امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہی صرف اور صرف کشتیٔ نجات ہیں، پھر کیا سختیوں، مصیبتوں اور فتنوں کے شب خون اور ابلیس اور اس کے ہرکاروں کے حملے کے وقت ہماری چشمِ امید اس سفینۂ نجات کی طرف متوجہ ہوئی ہے ؟

---

(۱)۔ وَ أَمَّا ٱلْحَوَادِثُ ٱلْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيهَا إِلَى رُوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ وَ أَنَا حُجَّةُ ٱللّٰهِ عَلَيْهِمْ ۔ کمال الدین و تمام النعمہ، جلد ۲، صفحہ ۴۸۳۔

(۲)۔ كَلَامُكُمْ نُورٌ ۔ زاد المعاد، جلد ۱، صفحہ ۲۹۶۔ (زیارت جامعہ کبیرہ)

(۳)۔ أَمْرُكُمْ رُشْدٌ ۔ زاد المعاد، جلد ۱، صفحہ ۲۹۶۔ (زیارت جامعہ کبیرہ)

کیا ہماری توجہ اور نگاہ اس وجود مقدس کی طرف اٹھی ہے؟ صحیح ہے کہ کشتئ نجات کی قدر و قیمت وہی جانتا ہے جو غرق ہو رہا ہو اور دریا کی امواج کے مدّ و جزر میں موت سے جدّ و جہد کر رہا ہو، آیئے اس عظیم نعمت کو پہچانیں۔

افسوس کہ ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سفینۂ نجات کے وجود کو فراموش کر دیا ہے اس کو بھول چکے ہیں ہماری آنکھیں اس کے دیدار کی جستجو میں ہیں ہی نہیں ہماری روح و جان کے بال و پرّ ان کے جمال کی زیارت کے لیے کھلتے ہی نہیں ہر تنکے پر نجات کے چکّر میں بھروسہ کر لیتے ہیں مگر اس کشتی نجات سے بے پرواہ ہیں جبکہ صرف اور صرف امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہی "محکم پناہ گاہ" ہیں[1]، "فریاد رَس زمانہ"[2]، زمانہ ہیں ہر آواز دینے والے کی دستگیری فرماتے ہیں، افسوس کہ ہم ان کی طرف توجہ و توسل کرنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔

گر گدا کاہل بود، تقصیر صاحب خانہ چیست؟

دلوں کے اس محبوب سے وابستہ ہو جانے کے بعد ہی زندگی کا لمحہ لمحہ نجات کا ضامن ہے اور یہ مرحلہ اس وقت طئے ہو گا جب ہم پوری طرح آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف

---

(۱)۔ اَلْکَهْفِ الْحَصِينِ۔ البلد الأمين، جلد۱، صفحہ۱۸۶۔

(۲)۔ غِيَاثِ الْمُضْطَرِّ الْمُسْتَكِينِ۔ المزار الكبير، جلد۱، صفحہ۴۰۰۔

متوجہ رہیں اور اس توجہ کو ہمیشہ باقی رکھیں؛ تبھی ہماری زندگی و دینداری معنیٰ پیدا کرے گی اور ہم دیگر آفات و خطرات سے محفوظ رہیں گے۔

آئیے! امام زمان ارواحنا فداہ کے "بیمار" ہو جائیں ہر روز و شب کچھ لمحے ان کے ساتھ خلوت کے لیے مہیا کریں ہماری زندگی کا قطب نما، عالَم امکان کے قطب نما کی طرف اشارہ کرتا ہے، اپنے دلوں کے تار اس عالَم ہستی کے قلب کے ساتھ جوڑ دیں۔ "یا مھدی" کی آواز خون بن کر رگ و پے میں دوڑائیں اور ہمارے قلب کی دھڑکن "العجل یا بقیة الله" کہے چاہے ایک بار ہی کیوں نہ ہو فقط اور فقط محض خود آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے نہ کہ اپنی حاجت کی بجاآوری کے لیے نُدبہ کریں!۔ ہمیں یہ بات بھولنی نہیں چاہیئے کہ آپؑ وقت اور زمان کے مالک اور زمین کی امان ہیں۔ ہم خود کو صاحب خانہ نہ سمجھیں کیونکہ آپؑ خود صاحب الزمان کے ساتھ ہی ساتھ صاحبِ مکان بھی ہیں، ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ آپ سے دور رہ کر زندگی موت سے بدتر ہے اور بغیر آپ کی معرفت کے موت بھی جاہلیت کی موت ہے، زندگی کے ہر لمحے کو آپؑ کی یاد سے زندہ و جاوید بنائیے۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی سلامتی کے لیے صدقہ دیجیے، روزہ رکھیئے، قربانی کیجئے، ہر صلوت کے ساتھ "وعجل فرجهم" کہہ کر آپ کے ظہور کی دعا کیجئے اور "أهلِك أعداءَ هُم" کہہ کر آپؑ کے دشمنوں سے بیزاری کا ثبوت دیجیے، آپؑ کی زیارت کے لیے بے تاب رہیئے اور آپ کی آمد کے لیے لمحہ لمحہ شمار کیجئے۔

اگر ہمیشہ اپنی ضرورتوں اور رنج وغم کے وقت ان کے آستانے سے متوسل ہوتے چلے آئے ہیں تو ہمیں ان کو اپنی خوشی میں بھی یاد رکھنا چاہیئے، مال وجان و آبرو کو حضرت کے ظہور کے لیے اکٹھا کریں کہ جو اصل میں اکٹھا کرنا یا جمع کرنا نہیں ہے بلکہ یہ آخرت کا جاودانی سرمایہ ہے۔

اس طرح چشم براہ رہیں کہ دوسرے ہم سے عطرِ انتظار کی خوشبو محسوس کریں اپنے خاندان کو صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بیمہ پالیسی سے مزین کریں، اپنے بچوں کے نام "مہدی اور مہدیہ" رکھیں، یقین جانیئے کہ "معرفت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف" اور آپؑ سے روحانی وقلبی ارتباط کے ساتھ متّصل رہنا زبان وبیان اور کمپیوٹر کی کلاس سے بھی زیادہ ضروری معاملہ ہے۔

کبھی کبھی خود کو آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے جمکران لے جائیں، اپنے دل کو جزیرۂ خضراء بنائیں اپنے گھروں کو یاد مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے سجائیں کیوں کر خود ہمارے اور امام زمانہ ارواحنا فداہ کے درمیان مکانی فاصلہ نہیں ہے۔

سید ابن طاؤوسؒ اور سید بحر العلومؒ کے واقعات سے لے کر سید کریم موچی، بوڑھے قفل ساز، ابوراجح حمّامی، استاد جعفر نعل بند، اور ایک چینی لڑکی جس کا نام "یولی" تھا، ان سبھی کے واقعات وحالات سبھی سب پر حجت تمام کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اہم یہ ہے کہ ہماری ہر نقل وحرکت رضائے امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے ہونا چاہیئے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم ظہور کی صدا پر گوش بر آواز رہیں ہمارے گھر کی کال بیل "یا مہدی" کی صدا لگائے، صرف قنوت میں ہی نہیں بلکہ رکوع و سجود میں میں بھی ظہور کے لیے دعا کریں، سونے سے پہلے آپ کی یاد اور آپ کے ظہور کا خواب لیے نید کی آغوش میں جائیں، صبح کو لشکر صاحب الزمان ارواحنا فداہ میں شامل ہونے کے عہد سے دن کا آغاز کریں اور ہر صبحِ جمعہ پوری تیّاری کے ساتھ ولیٔ دوراں کے ظہور کی خبر کے امید وار رہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ "امر فرج" کی اصلاح ایک لمحے میں ممکن ہے اس لیے کبھی بھی صدائے "انا بقیۃ اللہ" کائنات میں گونج سکتی ہے، جمعہ کے دن ہم کیوں نہ بے چین رہیں اور غیبت کے شب و روز ہماری زندگی کے تاریک ترین شب و روز کیوں نہ ہوں سال کے تبدیل ہوتے لمحات میں اللہ کو اس کی "مقلب القلوب" کی قسم دیں کہ اس سال میں ہمارے قلوب اور تمام اہل عالم کو بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی جانب متوجہ کر دے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی توجہات بھی ہماری جانب معطوف کر دے تاکہ ہمارے تمام احوال بہترین حالت میں تبدیل جائیں۔

غیبت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اس تیرہ و تار روز و شب میں بھی دل دھڑک رہے ہیں، سانسیں سینوں میں جاری و ساری ہیں ہر جگہ آثار حیات و زندگی پائے جا رہے ہیں غرض ہر وہ نعمت جو ہم تک پہنچ رہی ہے اور ہر وہ دستر خوان جس پر بیٹھ کر ہم نعمتوں کے مزے لے رہے ہیں وہ سب کی سب ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے وجود کی برکت کی وجہ سے

ہے لہٰذا جب سارا زمانہ آپؑ کے دستر خوان کا مہمان ہے تو ہمیں اپنے ولی نعمت کو بھولنا نہیں کرنا چاہیئے اور صاحب دستر خوان سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن و عترت میں جدائی ممکن نہیں ہے، کتاب خدا ہم کو امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی جانب متوجہ کرتی ہے، ہم جب قرآن کھولیں، شریك القرآن کو فراموش نہ کریں، حسبنا کتاب اللہ کے دعوے داروں کے ہم آواز نہ بنیں، تفسیر قرآن، زمانے کے قرآنِ ناطق سے سنیں۔

جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوں تو "وَ اجْعَلْ صَلاَتَنَا بِهِ مَقْبُولَةً" کے فقرے کو ذہن میں رکھیں اور "اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" کہتے وقت ہوش میں رہیں کہ اس زمانے کا "صراط مستقیم" آپؑ کا وجودِ مقدس ہے۔

اگر ہم حجِّ خانۂ خدا سے مشرف ہوں تو قبلۂ باطن کو نہ بھول جائیں (۱) حقیقی حج امام علیہ السلام کے گرد طواف کا نام ہے، بہترین مصداقِ امر بالمعروف معاشرے کو امام

---

(۱)۔ "يَا دَاوُدُ نَحْنُ الصَّلاَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ نَحْنُ الزَّكَاةُ، وَ نَحْنُ الصِّيَامُ، وَ نَحْنُ الْحَجُّ، وَ نَحْنُ الشَّهْرُ الْحَرَامُ، وَ نَحْنُ الْبَلَدُ الْحَرَامُ، وَ نَحْنُ كَعْبَةُ اللَّهِ، وَ نَحْنُ قِبْلَةُ اللَّهِ، وَ نَحْنُ وَجْهُ اللَّهِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ [البقرة ۲:۱۱۵]، وَ نَحْنُ الْآيَاتُ، وَ نَحْنُ الْبَيِّنَاتُ.
وَ عَدُوُّنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ: الْفَحْشَاءُ وَ الْمُنْكَرُ وَ الْبَغْيُ، وَ الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ، وَ الْأَنْصَابُ وَ الْأَزْلاَمُ، وَ الْأَصْنَامُ وَ الْأَوْثَانُ، وَ الْجِبْتُ وَ الطَّاغُوتُ، وَ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ.
البرهان في تفسير القرآن، البحرانی، السید هاشم جلد:۱ صفحہ:۵۲

عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف متوجہ کرنا اور "منکر" اپنے محبوب امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غفلت برتنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبۂ غدیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اے لوگوں! اللہ کا صراط مستقیم میں ہوں کہ جسکی پیروی کا حکم خدانے دیا ہے اور میرے بعد علیؑ ہے اور اس کے بعد اس کی نسل سے اس کے فرزند ہیں۔ (۱)

اپنے فرزندوں کی تربیت آپ کی محبت سے محکم بنائیں اور ان کے دل وجاں کو آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے الطاف و کرم کے نور سے جِلا بخشیں اور ان کے قلب کو آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے عشق و محبت سے شعلہ ور کریں تاکہ وہ اس طرح کا امام پاکر فخر محسوس کریں اور ناز کریں کہ ہم نے ایسا عظمتوں اور کرامتوں والا آقا پایا ہے۔

ہماری زندگی کا راستہ عمل صالح کی انجام دہی اور اللہ اور امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی رضا کو حاصل کرنے میں بسر ہونا چاہیے جب ایسا ہو جائے گا تو یقین جانیے کہ ہمیں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی جستجو کرنے اور انہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی حضرت خود ہم کو تلاش کرلیں گے اور ہم تک پہنچ جائیں گے یا ہمارے حق میں دعا کریں گے اور ہر طرح کے شر اور فتنہ و فساد کو ہم سے اور ہمارے خاندان اور ہمارے دوستوں سے دور رکھیں گے گے اور ہم کو اپنی خاص عنایات میں شامل فرمالیں گے۔

---

(۱)۔ تفسیر برھان، ج۱، ص ۴۷۔

دین کی حقیقت اور اس کی بنیاد ولایت ہے، نماز، روزہ، حج وغیرہ فروع دین ہیں، اس لیے شاخیں ہمیں اصل درخت سے غافل نہیں کرسکتیں نہ ہی چھلکے مغز سے دور کرسکتے ہیں اس زمانے میں شاہراہ ہدایت اور کشتیٔ نجات ؛وجود مقدس حجۃ ابن الحسن عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں مگر یاد رہے کہ ولایتِ مہدی کا دعویٰ بغیر ان کے دشمنوں سے برائت کے ایک بے بنیاد اور کھوکھلا دعویٰ ہے۔

دعا سے ظہور جلدی ممکن ہے

جس وقت کچھ لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ: ظہور حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لیے دعا کیجئے تو کہنے لگتے ہیں: جس وقت خدا چاہے گا امام کا ظہور ہو جائے گا! ایک اور گروہ بھی اظہار ناامیدی کرتے ہوئے کہنے لگتا ہے: اتنی جلدی امامؑ تھوڑی آئیں گے!: تو ایسے لوگوں سے ہم کہیں گے:

(۱): روایات کی بنیاد پر آئمہ اطہار علیہم السلام نے بارہا شیعوں کو ظہور کے لیے دعا کرتے رہنے پر تاکید ارشاد فرمائی ہے اور لوگوں کی دعا کو ظہور کے لیے کاملاً مؤثر جانا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ظہور کے لیے دعا کرتے رہنے اور ظہور میں دعا کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"جب بنی اسرائیل پر عذاب اور سختی بڑھتی چلی گئی تو انہوں نے چالیس دنوں تک درگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کیا اس لیے اللہ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر وحی کی کہ انھیں فرعون کے چنگل سے نجات فراہم کریں جب کہ چار سو سال پورے ہونے میں ابھی ایک سو ستّر سال سے باقی بچے تھے لیکن اللہ نے بنی اسرائیل کی التجا سنتے ہوئے ایک سو ستّر سال سے چشم پوشی اختیار کرلی"۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم شیعہ بھی اسی طرح گریہ و زاری کرو تو اللہ ہمارے لیے بھی "ظہور" کے اسباب فراہم کردے گا لیکن اگر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو جب ظہور کا آخری لمحہ ختم ہونے والا ہو گا تبھی ظہور فراہم ہو گا۔ (۱)

کتاب مکیال المکارم کے مؤلف سید محمد تقی موسوی اصفہانیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

"جو کچھ بھی روایات سے حاصل ہوتا ہے اس کا ظاہر یہ ہے کہ ظہور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا وقت "بدائی امور" ہے جس کے پہلے یا دیر میں واقع ہونے کا پورا پورا امکان پایا جاتا ہے"۔ (۲)

صاحب کتاب مکیال المکارم ایک جگہ اور ارشاد فرماتے ہیں:

"حضرت ادریس علیہ السلام بھی جب اپنے زمانے کی ظالم و جابر حکومت کے سوء قصد سے پریشان ہو گئے تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ان کی غیبت کے دوران ان کے پیروکار بہت ہی تکلیف میں زندگی بسر کرنے لگے اس لیے انہوں نے پروردگار کے حضور میں توبہ کی اور جناب ادریس علیہ السلام کی مدد کا سچے دل سے عہد کیا؛ یہ توبہ و پشیمانی دیکھ کر پروردگار نے جناب ادریس علیہ السلام کی غیبت کا دور ختم کر دیا اور پھر ادریس علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے مقابلے میں

(۱)۔ بحار الانوار، ۵۲:۵۲۔

(۲)۔ ترجمہ مکیال المکارم، ج۱، ص ۳۴۷۔

آئے ہوئے اس ظالم و جابر حاکم کو ذلت کا منہ دیکھنا پڑا اور لوگ بھی جناب ادریس علیہ السلام کے اطاعت گزار ہو گئے۔

اسی طرح اگر اِس دورِ غیبت میں زندگی بسر کرنے والے لوگ بھی ایک ساتھ مل کر توبہ کریں اور امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مدد کا عہد کریں تو قوی امید ہے کہ اللہ غیبت کے دَورانیئے کو ختم کر کے آپ کو ظاہر فرما دے گا۔ (۱)

مرحوم فقیہ ایمانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

بہت ساری دعاؤں اور زیارتوں کے فقرارت اور روایات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کا معاملہ پروردگار کا حتمی اور نہ بدلنے والا وعدہ ہے لیکن اس وعدے کے پورا ہونے کا زمانہ "امور بدَائیہ" میں سے ہے جو کہ قابل تعجیل و تاخیر ہے اور بعض اخبار سے یہ بھی ثابت ہے کہ مومنین کی دعا اگر تمام آداب و شرائط کے ساتھ ہوں تو وہ حتمی طور پر ظہور کی آسانیوں میں مؤثر ہیں۔ (۲)

ظہور کی دعا کے لیے ائمہ علیہم السلام کے فرامین اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ ظہور کا ایک زمانہ معین ہے مگر وہ تبدیل بھی ہو سکتا ہے دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو دعا کے ذریعہ ظہور کو نزدیک کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱)۔ ترجمہ مکیال المکارم، ج۱، ص ۲۴۳۔

(۲)۔ شیوہ یاری قائم آل محمد علیہم السلام: ۵۷۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ غیبت اسرار الٰہیہ میں سے ہے اور یقینی وقطعی طور پر ظہور کا ایک معین وقت بھی ہے مگر یہ بات بہر طور ممکن ہے کہ زمانۂ ظہور جلد آجائے یا دیر ہوتی چلی جائے اور یہ اعتقاد شیعوں کے اصولی نظریہ "بداء" کے برخلاف بھی نہیں ہے۔ [۱]

مرحوم علامہ مجلسیؒ دعا سے مربوط روایات کی شرح کرتے ہوئے حضرت امام صادق علیہ السلام کے ارشاد:

---

(۱)۔ بداء علم کلام کی ایک اصطلاح ہے جس کے معنی ظاہر اور آشکار ہونے کے ہیں۔ اصطلاح میں خداوندعالم کی جانب سے کسی ایسی چیز کے ظاہر اور آشکار کرنے کو بداء کہا جاتا ہے جس کی عام طور پر توقع نہیں رکھی جاتی تھی۔ یعنی خداوندعالم کسی متوقع چیز کی جگہ ایک غیر متوقع چیز کو ظاہر کرتا ہے گویا خداوند متعال متوقع چیز کو محو اور ختم کر کے اس کی جگہ غیر متوقع چیز کو ظاہر کرتا ہے جو عام طور پر انسانی عقل کے لئے قابل قبول نہیں ہوا کرتی چونکہ وہ اس سے آگاہ نہیں ہوتا لیکن خداوندعالم دونوں چیزوں سے آگاہ ہے اور علم اور آگاہی سے کسی مصلحت اور مفسدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ایجاد کرتا ہے۔ عربی زبان میں ارادے میں تبدیلی آنے یا کسی نظریے کا دوسرے نظریے میں تبدیل ہونے کو بھی بداء کہا جاتا ہے لیکن یہ چیز جہل اور ضعف ارادے کی وجہ سے ہوتا ہے، اس لئے مسلمان متکلّمین خداوندعالم کے افعال میں جب بداء سے بحث کرتے ہیں تو یہ معنی مراد نہیں لیتے ہیں۔ قرآن کریم میں بعض آیات ہیں جو بداء کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اسی طرح روایات میں بھی بداء کے صحیح مفہوم پر عقیدہ رکھنے کو توحید اور خدا کی شناخت تک پہنچنے کے لئے ایک لازمی امر قرار دیا گیا ہے۔ شیعہ روایات میں بداء سے متعلق تفصیل سے بحث ہوئی ہے من جملہ کتاب کافی میں ایک مستقل باب جو تقریباً ۱۶ روایات پر مشتمل ہے اسی بارے میں ہے۔

" دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ اب تو وقت گزر گیا اور جو کچھ بھی مقدر میں ہے وہی ہو گا"۔ (۱)

اس کی توضیح میں علامہؒ فرماتے ہیں:

"بَداء" پر ایمان رکھنا چاہیے کیونکہ خداوند سبحان ہر روز کے امور پر قادر ہے اس لیے جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے اس لیے قضا و قدر مانعِ دعا نہیں ہیں کیونکہ لوح میں تغیّر ممکن ہے، ان سب کے علاوہ دعا خود بھی اسبابِ قضا و قدر میں سے ہے اسی لیے دعا کا حکم بھی وہی ہے۔ (۲)

اس کے برعکس بھی ممکن ہے کہ اگر لوگ اپنے امام زمانہؑ کی غیبت کے طولانی ہونے کے مسئلے سے بے توجہی بَرتیں اور ایک دل اوی ایک زبان بن کر آپؑ کے ظہور کی خواہش ظاہر نہ کریں گے تو اللہ آنحضرتؑ کے ظہور کو آخری وقت پر ہی عیاں کرے گا البتہ یہ آخری وقت بھی ممکن ہے کہ کبھی بھی آجائے اس لیے ہم کسی بھی موقع پر اس بات کے مُجاز نہیں کہ آپؑ کے ظہور کے لیے وقت کا معیّن کر دیں اسی لیے وقت کے معیّن کرنے والوں کی سخت مذمّت کی گئی ہے مگر اس کے علاوہ بہت سی روایات ہیں جو مومنین کو زمانۂ ظہور کے قریب ہونے کا پتہ دیتی ہیں اور ظہور کی دعا سے غافل نہ رہنے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

---

(۱)۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۶ (کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، ح ۳۔

(۲)۔ ترجمہ و شرح اصول کافی ۴: ۲۱۰۔

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"ہر صبح و شام اس کی آمد کے منتظر رہو"۔[۱]

امام رضا علیہ السلام بھی ارشاد فرماتے ہیں:

" اس کے علاوہ نہیں ہے کہ (امر فرج قیامت کی طرح) اچانک تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے"۔[۲]

حضرت جواد الائمہ امام محمد تقی علیہ السلام بھی ارشاد فرماتے ہیں:

"یقیناً خدائے متعال ان کے ظہور کے امر کی اصلاح ایک شب میں فرمادے گا"۔[۳]

(۲): ہم اس بات کے پابند ہیں کہ ظہور کو نزدیک جانیں جیسا کہ ہم قرآنی مفہوم کو دعائے عہد میں پڑھتے ہیں:

" ان کے ظہور میں جلدی فرما کہ وہ لوگ اس کو دور گمان کرتے ہیں اور ہم اس کو نزدیک جانتے ہیں"۔

ایک دور میں بحرین کے شیعوں پر ایک عجیب اضطراب کی کیفیت اور پریشانی کا وقت آن پڑا جس کی بنا پر وہاں کے شیعوں نے اس سرزمین کے ناصبی حاکم سے تین

---

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۸۵۔

(۲)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۷۳، باب ۳۵، ح ۶۔

(۳)۔ کمال الدین، ۳۷۷، باب ۳۶، ح ۱۔

دنوں کی مہلت مانگی تاکہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے توسل کر کے اپنی مشکل کا حل دریافت کر سکیں، پہلی اور دوسری رات تک شیعوں کے نمائندے کوئی نتیجہ حاصل نہ کر سکے، تیسری رات کی سحر کو محمد بن عیسیٰؒ کو امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے محضر مبارک میں باریابی کی توفیق عنایت ہوئی جس میں آنحضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے انار کے معمّے اور وزیر کے حیلے کی تشریح بیان فرمائی، یہ واقعہ "انار" کے واقعہ سے مشہور ہے۔

اس واقعہ کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ جب محمد بن عیسیٰؒ نے حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے سوال کیا کہ آپؑ نے پہلی اور دوسری راتوں میں ہم پر کرم کیوں نہیں فرمایا تو امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے جواب ارشاد فرمایا:

"اگر تم نے ایک ہی شب کی مہلت لی ہوتی تو اسی شب اپنے مقصود تک پہنچ جاتے"۔[1]

امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اس بیان ایک بہت ہی اہم پیغام موجود ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو ہمیشہ ظہور کو مستقبلِ بعید کے دوش پر ڈال دیتے ہیں! امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اس بیان کی روشنی میں کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر شیعوں کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے تو آج ہی اگر وہ چاہیں تو اللہ آپؑ کے قیام کا پروانہ صادر کر دے گا؟

---

(۱)۔ رجوع فرمائیں: دار السّلام عراقی: ۹۲۔

بیشک کیوں نہیں کیونکہ آپ کی ہی ذات تو محافظ و پناہ گاہ ہے، غوث وفریادرس ہے مفرّج الکرب اور غم وآلام کو دور کرنے والی ہے، مُزیلُ الھَمّ و الألَم ہے، کاشف البلویٰ اور بلاؤں کے دور کرنے والی ہے۔

کوئی بھی پناہ رگاہ ان سے زیادہ محکم نہیں ہے' نہ ہی کوئی فریادرَس ان سے زیادہ دل سوز ومہربان ہے اور نہ ہی کوئی مشکل کشاء ان سے زیادہ طاقتور ہے نہ ہی کوئی ہاتھ ان سے زیادہ کریم وسخی ہے۔

آیئے شوق دیدار کی آرزو اور غمِ انتظار سے لبریز کاسۂ دل لیے امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے جدِّ نامدار امام علی بن موسیٰ الرّضا علیہ السلام کے صدا پر صدا لگاتے ہوئے عرض کریں:

"وَأَبْدِلْهُ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِ أَمْناً"۔ (۱)

یوسف زھرا عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف مدّتوں سے ایک ایسے زندان میں ہے جو شیعوں کی غفلت، لوگوں کی معصیت اور گمراہوں کی جہالت اور ان کے انکار والحاد، ہوا پرستی وجاہ طلبی اور ظالم وجابر حکمرانوں کی اکڑ کی قید میں ہے اس قید سے رہائی کی چابھی خود ہمارے اور آپ کے ہاتھوں میں ہے؛ آیئے باہم مل کر ظہور کے لیے دعا کریں:

(۱)۔ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۲۵۱۔

بارالٰہا! اہل بیت علیہم السلام کے درمیان زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی طرح کوئی اور مضطر ہم نے محرم کی گیارہویں رات کے آئینے میں دیکھا ہی نہیں؛ تجھ کو امام عصر عجل اللہ فرجہ کی مظلومہ پھوپھی کی شام غریبان میں سید الساجدین کے گرداگرد طواف کرنے کا واسطہ، اُن یتیموں کے نالہ و شیون کا واسطہ جو دشمنوں کے تازیانوں کی ضربتیں کھاکر اپنی پھوپھی کے دامن میں پناہ لینے کے لیے دوڑ پڑتے تھے، سن اکسٹھ ہجری کی شامِ عاشور کا واسطہ جس نے زینب سلام اللہ علیہا کو بیٹھ کر نماز پڑھنے پر مجبور کردیا، آپ کی رسن بستہ اور شکستہ پیشانی کا واسطہ، منتقم آلِ عبا علیہم السلام کے ظہور میں تعجیل فرما۔

اے پروردگار! حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس سال تک اپنے فرزند کے فراق میں گریہ کناں رہے یہاں تک کہ آنکھیں سفید ہوگئیں لیکن آخر کار انہیں جب حضرت یوسف علیہ السلام کے جمالِ دل آراء کا دیدار ہوا تو بینائی واپس مل گئی، اے معبود! نہ ہمارے پاس یعقوب علیہ السلام جیسی معرفت ہے اور نہ ہی اُن جیسی محبت ہماری غفلت کو درگزر فرما اور یوسف زہرا عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو زندان غیبت سے رہائی عنایت فرما۔

خداوندا! زمانۂ غیبت کے طولانی ہونے کے سبب اور ہمارا اُس مولا سے بے خبر رہنے کی بنا پر ہم سے یقین کو سلب نہ کرنا اور آپؑ کی یاد، آپؑ کے انتظار، اور آپؑ پر ایمان، آپؑ کے ظہور پر یقین، آپؑ کے حق میں دعا کرنے، آپؑ پر درود و سلام بھیجنے کی توفیقات کو ہم سے سلب نہ کرنا۔[1]

(۱)۔ مفاتیح الجنان، زیارت صاحب الامر علیہ السلام، (اللّٰھم وَلا تَسْلُبْنَا الْیَقینَ لِطُولِ الْأَمَدِ فی غَیْبَتِهِ)۔

یا مَن یُعزّ مَن یَشَاء ! امام زمانہ علیہ السلام کے قیام سے اہل بیت علیہم السلام اور سچے شیعوں اور مومنین کی عزت ولاج رکھنا۔

یا مَن یُذِلُّ مَن یَشَاء ! ظہور کا فرمان صادر کر کے کافروں اور منافقوں کی ذلت و خواری کو فراہم فرما۔

پروردگارا! اے خدائے مہربان! ہماری بدی کی طرف نگاہ نہ کر تجھ کو تیرے اسم اعظم کا واسطہ تیرے قرآن کی آیت آیت کا واسطہ تجھ کو ناطق قرآنوں کا واسطہ اسی وقت امام زمانہ s کے ظہور کا حکم صادر فرمادے۔

اے سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والے! ہماری دعاؤں کو قبول فرمالے اور باقی ماندۂ غیبت کو حرمت محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے میں ہمیں بخش دے اور "أَنَا بَقِيَّةُ الله" کی خوبصورت آواز کو کائنات کے گوشے گوشے میں نغمہ بار کردے۔

بارالٰہا! آپؑ کے ظہور میں مانع رکاوٹوں کو دور فرما، ساری دنیا کے شیعوں کو خواب غفلت سے بیدار فرما، اور ہماری بے نور آنکھوں کو ہمارے مولا و آقا کے جمالِ دلرُبا سے منوّر فرما۔

الٰہی! امام زمانہ ارواحنا فداہ کی تکالیف، آپ کے رنج وغم کو آپؑ کے ظہور کی اجازت دے کر آپؑ سے دور اور آپ کے قلبِ مقدّس کو خوشحال بنادے۔

بارالٰہا! ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی آپؑ کی یاد اور آپؑ کے لیے دعا کرنے سے غافل نہ

رکھ اور آپؑ کی زیارت کی توفیق غیبت کے ان ایّام میں اور ظہور کے بعد بھی ہمیں مرحمت فرما اور ہمارا نام امام ارواحنا فداہ کے بہترین ناصروں کی فہرست میں درج فرما۔